صوفیاء کے کشف کے عین مطابق ہے۔رضی اللہ تعالیٰ عنہم

(۱۱)۔ تصوف کی معروف کتاب التعرف میں ہے کہ اَجْمَعَ الصُّوْفِیَۃُ عَلٰی تَقْدِیْمِ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ یعنی تمام صوفیاء کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ ابوبکر سب سے افضل ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم (التعرف صفحہ ۶۲ بنمبر اس صفحہ ۳۰۳)۔

(۱۲)۔ حضرت داتا گنج بخش سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ صدیق اکبر کی شان میں فرماتے ہیں: شیخ الاسلام، خیر الانام بعد از انبیاء علیہم السلام، امام و سید اہل تجرید، شہنشاہِ ارباب تفرید، از آفاتِ انسانی بعید، امیر المومنین حضرت ابوبکر عبداللہ بن عثمان الصدیق، حقائق و معارف میں آپ کی کرامات مشہور اور علامات و شواہد ظاہر ہیں..... مشائخ عظام آپ کو ارباب مشاہدہ کا سردار قرار دیتے ہیں اور حضرت عمر ؓ کو ارباب مجاہدہ کا پیشوا سمجھتے ہیں..... صدیق اکبر ؓ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بعد تمام مخلوقات سے آگے ہیں۔اور کسی شخص کے لیے جائز نہیں کہ آپ سے آگے قدم رکھے..... جب خداوند تعالیٰ اپنے کسی بندہ کو کمالِ صدق کے مقام پر فائز کرتا ہے اور اسے مقامِ تمکین پر متمکن کرتا ہے تو وہ فرمانِ الٰہی کا منتظر رہتا ہے کہ آیا اسے فقیری کا حکم ہوتا ہے یا امیری کا۔اگر امیری کا حکم ہوتا ہے تو وہ امارت اختیار کرتا ہے اور اس میں اپنے تصرف یا اختیار کو دخل نہیں دیتا۔جیسا کہ حضرت صدیق اکبر ؓ نے ابتدا سے انتہا تک فقر اور تسلیم و رضا کو پسند کیا۔اس لیے صوفیائے کرام جن کے امام و مقتدا صدیق اکبر ہیں ان کا مسلک بھی یہی فقر اور تسلیم و رضا ہے اور وہ امارت و ریاست کی تمنا نہیں کرتے۔آپ ؓ عام مسلمانوں کے بھی دینی امام ہیں اور اس طریقت پر چلنے والوں کے خاص امام ہیں (کشف المحجوب صفحہ ۶۷ تا ۶۹)۔

حضرت داتا صاحب قدس سرہ العزیز ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

اِنَّ الصَّفَا صِفَۃُ الصِّدِّیْقِ اِنْ اَرَدْتَ صُوْفِیاً عَلَی التَّحْقِیْقِ

ترجمہ:۔ اگر تم صوفی کے بارے میں تحقیق جاننا چاہتے ہو تو سن لو، اگر کوئی صوفی کی صفت کا حامل ہے تو وہ ابوبکر صدیق ہے (کشف المحجوب صفحہ ۳۲)۔

حضرت داتا صاحب علیہ الرحمۃ نے صدیق اکبر کی خلافت کو محض سیاسی اور فرش تک محدود ماننے والوں اور مولا علی ؓ کو صدیق کے مقابلے پر ولایت میں یکتا کہنے والوں کا ناس مار دیا ہے۔

(۱۳)۔ ہمارے ان دوستوں کو جب منکرین تصوف کے سامنے قرآن و سنت کی روشنی میں تصوف

marfat.com

ثابت کرنا پڑتا ہے تو اس وقت انہیں اصحابِ صفہ اور حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہم یاد آ جاتے ہیں۔ انہی اصحابِ صفہ میں سیدنا سلمان فارسی ؓ بھی شامل ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ یہی صحابی سلسلہ عالیہ نقشبندیہ میں سیدنا صدیق اکبر ؓ کے خلیفہ ہیں۔ صدیق اکبر کا انہیں منتخب کرنا کمالِ احتیاط اور زبردست ادب کا آئینہ دار ہے۔ تھوڑا آگے چل کر چونکہ سیدنا امام جعفر صادق ؒ بھی اسی سلسلہ عالیہ میں شامل ہو جاتے ہیں اور انکے پاس سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی طرف سے بھی فیض موجود ہے لہٰذا تمام سلاسل کو مولا علی کی طرف منسوب کرنے میں حرج نہیں سمجھا جاتا ورنہ ایک محقق اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ نقشبندی سلسلہ نہ صرف صدیق اکبر سے جاری ہوا ہے بلکہ ائمہ اہل بیت اطہار علیہم الرضوان نے بھی اس مقدس سلسلہ میں شمولیت اختیار فرمائی ہے اور فیض یاب ہوئے ہیں۔

(۱۴)۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ نے اپنی کتاب ازالۃ الخفاء میں ایک ضخیم رسالہ شامل کیا ہے جس کا نام ہے "رسالہ تصوف فاروقِ اعظم"۔ آپ اس رسالہ میں لکھتے ہیں: اَلْفَصْلُ السَّابِعُ فِیْ بَقَاءِ سِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوْفِیَةِ الْمُبْتَدَاَةِ مِنَ النَّبِیِّ ﷺ اِلٰی یَوْمِنَا هٰذَا بِوَاسِطَةِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ؓ وَلَنَذْکُرُ هٰهُنَا سِلْسِلَةَ اَهْلِ الْعِرَاقِ فَاِنَّهُمْ اَکْثَرُ الْمُسْلِمِیْنَ اِعْتِنَاءً بِسِلْسِلَةِ الصُّحْبَةِ الصُّوْفِیَةِ یعنی ساتویں فصل صوفیاء کی صحبت کے اس سلسلہ طریقت کے بارے میں ہے جو نبی کریم ﷺ سے شروع ہو کر آج کے دن تک امیر المومنین عمر ابن الخطاب ؓ کے ذریعے سے جاری ہے۔ یہاں ہم اہل عراق کے سلسلہ کا ذکر کریں گے جو مسلمانوں کی اکثریت پر مشتمل ہے، اس میں ہم صوفیاء کی صحبت کا لحاظ رکھیں گے۔ پہلے ہم یہ نکتہ بیان کرتے ہیں جس کا یاد رکھنا ضروری ہے کہ صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں مریدوں کا اپنے مشائخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا اور خرقہ حاصل کرنا رائج نہیں تھا بلکہ صحبت میں بیٹھنے کو ہی کافی سمجھا جاتا تھا۔ لوگ ایک ہی شیخ پر اکتفا نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ایک سلسلے پر اکتفا کرتے تھے بلکہ ان میں سے ہر ایک کثیر مشائخ کی صحبت میں رہتا تھا اور متعدد سلاسل سے رابطہ رکھتا تھا۔ ان کے سلسلے بعینہٖ ایک صحابی تک نہیں پہنچتے تھے، ہاں مگر جس بزرگ کی صحبت کا اعتراف زیادہ کیا جاتا یا ان کی صحبت کا اثر زیادہ ہوتا یا ان کو شہرت زیادہ دے دی جاتی تو کہہ دیا جاتا تھا کہ یہ فلاں کے اصحاب ہیں۔ مجھے ہمارے شیخ ابو طاہر نے شیخ حسن عجمی مکی کا فرمان سنایا ہے کہ انہوں نے فرمایا میں نے اپنے شیخ حضرت عیسیٰ مغربی سے پوچھا کہ اگر ایک طالب کا کوئی شیخ ہو جس سے وہ فیض حاصل کرتا ہو تو کیا اسکے لیے جائز ہے کہ کسی

marfat.com

دوسرے شیخ کے پاس جایا کرے؟انہوں نے فرمایا:اَلْاَبُ وَاحِدٌ وَالْاَعْمَامُ شَتّٰی یعنی باپ ایک ہوتا ہےاور چچا کئی ہوتے ہیں(ازالۃ الخفاء جلد۲ صفحہ۱۸۵)۔

(۱۵)۔ آخر میں ہم یہ سوال بھی پوچھنا چاہیں گے کہ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے اس مصرعے کا کیا مطلب ہے؟

غوث قطب سب اُرے اُریرے تے عاشق جان اگیرے ہو

تفضیلیوں کے پہلے تین سوالوں کے جواب آپ نے ملاحظہ فرمائے۔دراصل یہ ایک ہی سوال تھا جس کا جواب آسان بنانے کے لیے ہم نے اسے تین اجزاء میں تقسیم کردیا۔اب آخر میں امام اہلِ سنت حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ کی طرف سے ان ظالموں پر علمی تعزیر کے تازیانے برستے ہوئے دیکھیے اور عبرت پکڑتے ہوئے انہیں میدان جزاء میں تنہا چھوڑ دیجیے۔فاضل بریلوی قدس سرہ رقم طراز ہیں:

عجب تماشا ہے فرقہ سقفیہ جن کے قلوب تفضیلِ حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہما میں اتباعِ کتاب وسنت واجماعِ امت وعلماءِ اہلِ حق کے لیے منشرح نہیں ہوتے اور دلائلِ قاہرہ کی تابشیں دل کو گونہ نرم بھی کرتی ہیں تو یَجْعَلْ صَدْرَهٗ ضَيِّقًا حَرَجًا كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَآءِ کی آفت راستہ روک کر کھڑی ہوجاتی ہےاور بایں ہمہ سنیت وہ پیارا پیارا میٹھا میٹھا نام ہے کہ علانیہ اس سے انکار بھی گوارا نہیں ہوتا۔اپنی پردہ پوشی کو طرح طرح کی بعید تو جیہیں، رکیک تاویلیں نکالتے اور وہ ساری خیالی بلائیں سنیوں کے سر ڈھالتے ہیں کہ ان کے مذہب کا یہی محصل ہے۔پھر بعنایتِ الٰہی اہلِ حق کی ہمت بازو سے دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہوجاتا ہےاور طرہ یہ کہ جس سے سنیے نئی تقریر تراشے گا اور اسکے مذہب سنیاں ہونے کا دعوی کردے گا گویا مذہب اہلِ سنت ایک تصویرِ موی کا نام ہے جسے جیسا چاہیے پلٹا دے لیجیے۔بعض صاحبوں نے تو وہ تنقیح بلیغ کی کہ جس کی خدمت گزاری حمیہ سابق میں گزری۔اور حضرات کے ذہنِ رسا نے ان سے بھی آگے قدم رکھا اور عقیدۂ اہلِ سنت کو یوں شرفِ تلخیص بخشا کہ حضرات شیخین رضی اللہ تعالی عنہما من حیث الخلافۃ افضل ہیں اور حضرت مولا علی کرم اللہ تعالی وجہہ من حیث الولایۃ اور اس کلام کی شرح انکی زبان سے یوں مترشح ہوتی ہے کہ خلافت حضرت ابوبکر وفاروق رضی اللہ تعالی عنہما کو پہلے پہنچی اور حضرت مرتضوی کرم اللہ وجہہ الکریم کہ سلاسل اہلِ طریقت جناب ولایت

marfat.com

مآب پر منتہی ہوتے ہیں نہ شیخین پر۔تو اس وجہ سے یہ افضل اور اس وجہ سے وہ۔ اَلْقَوْلُ وَ رَبِّیْ یَغْفِرُ لِیْ یہ ایک کلام ہے کہ عالم اضطرار میں ان حضرات کی زبان سے نکلتا ہے اور تنقیح کیجیے تو خود ان کے اذہان اس کے معنی نامحرر سے خالی ہوتے ہیں۔اگر مقصود اس سے وہی ہے جو اثنائے گفتگو میں ان کی تقریر سے تراوش کرتا ہے تو محض خبط بے ربط، خلافت انہیں پہلے اور انہیں پیچھے ملنا اولیت من حیث الخلافۃ ہے نہ افضلیت من حیث الخلافۃ۔یعنی وہ خلافت میں پہلے ہوئے نہ یہ کہ بجہت خلافت افضل ہوئے۔اسی طرح انتہائے سلاسل سلوک کا باعث تفضیل متنازع فیہ ہونا دعویٰ بلادلیل بلکہ دلیل اس کے خلاف پر ناطق کَمَا مَرَّ مِنَّا فِی النَّصِرَۃِ الرَّابِعَۃِ۔اور جو یہ مراد ہے کہ شیخین کو امر خلافت میں اچھا سلیقہ تھا اور ملک داری و ملک گیری انہیں خوب آتی ہے تو عزیز من یہ تو کوئی ایسی بات نہ تھی جس پر اس قدر شور و شغب ہوتا، سنی تفضیلی دو مذہب متفرق ہو جاتے۔اہل سنت ترتیب فضیلت میں انبیاء کے بعد شیخین کو گنتے، ہر جمعہ کو اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ بِالتَّحْقِیْقِ سَیِّدُنَا اَبُوْ بَکْرِ الصِّدِّیْقُ خطبوں میں پڑھا جاتا احادیث میں شیخین کو انبیاء و مرسلین کے بعد سردار اولین و آخرین و بہترین اہل آسمان و زمین فرمایا جاتا۔مولیٰ علی کو اپنی تفضیل سے بایں شد و مد انکار ہوتا کہ جسے ایسا کہتے سنوں گا وہ مفتری ہے اسے مفتری کی حد ماروں گا۔یہ باتیں تو دنیا کے کام ہیں گو دین کے لیے وسیلہ و ذریعہ ہوں اس لیے مولا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں مَنْ رَضِیَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِدِیْنِنَا اَفَلَا نَرْضَاہُ لِدُنْیَانَا یعنی نبی کریم ﷺ نے انہیں ہمارے دین یعنی نماز کے لیے پسند فرمایا کیا ہم انہیں اپنی دنیا یعنی خلافت کے لیے پسند نہ کریں۔پھر اس میں افزونی ہوئی تو کیا اور نہ ہوئی تو کیا؟ اتنی ہی بات پر تنازع تھا تو سنیوں نے ناحق بے چارے تفضیلیوں پر قیامتیں توڑیں اور مولا علی نے اسی کوڑوں کا مستحق ٹھہرایا اور جو اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے تو اس کا جواب تنبیہ سابق سے لیجیے (مطلع القمرین صفحہ ۵۴، ۵۵، ۵۶)۔

اس سوال کا دوسرا لکڑا یہ تھا کہ شاہ اسماعیل دہلوی نے یوں لکھا ہے۔اس کا تحقیقی اور علمی جواب آپ پڑھ چکے ہیں، انکی شخصیت کے حوالے سے جواب یہ ہے کہ یہی اسماعیل دہلوی صاحب ہیں جنہوں نے لکھا ہے کہ اپنے مرشد یا اس طرح کی بزرگ ہستیاں خواہ جناب رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں، ان کے خیال اور تصور میں مستغرق ہونے سے بہتر ہے کہ انسان اپنی گائے یا گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جائے (صراط مستقیم صفحہ ۸۶)۔یہی صاحب فرماتے ہیں کہ یہ یقین جان لینا

marfat.com

چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۴)۔اسی کتاب میں لکھتے ہیں کہ جس کا نام محمد اور علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔

اب ایسے گستاخ اور بے ادب لوگوں کی خوشہ چینی کرنا آپ کو مبارک ہو۔

## تفضیلیوں کا چوتھا سوال

نبی اکرم ﷺ سے تین طرح کی خلافت جاری ہوئی۔خلافتِ ولایت، خلافتِ سلطنت اور خلافتِ ہدایت۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ اپنی کتاب تفہیماتِ الٰہیہ میں لکھتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ کی وراثت کے حاملین تین طرح کے ہیں: ایک وہ جنہوں نے آپ ﷺ سے حکمت و عصمت اور قطبیتِ باطنی کا فیض حاصل کیا، وہ آپ کے اہل بیت اور خواص ہیں۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے آپ ﷺ سے حفظ و تلقین اور رشد و ہدایت سے متصف قطبیت ظاہری کا فیض حاصل کیا، وہ آپ ﷺ کے کبار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے خلفاءِ راشدین اور عشرہ مبشرہ ہیں۔تیسرا طبقہ وہ ہے جنہوں نے انفرادی عنایات اور علم و تقویٰ کا فیض حاصل کیا، یہ وہ اصحاب ہیں جو احسان کے وصف سے متصف ہوئے (السیف الجلی علیٰ منکرِ ولایتِ علی (اعلانِ غدیر) ڈاکٹر محمد طاہر القادری مطبوعہ منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور اگست ۲۰۰۷)۔

**جواب**:۔اولاً حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی عبارت نہ قرآن ہے نہ حدیث اور نہ اجماع۔ جب تک شاہ صاحب نے یہ عبارت نہ لکھی تھی اس وقت تک یعنی 12 سو سال تک امت کے عقائد کا دارومدار کس چیز پر تھا؟ ثانیاً شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی یہ تقسیم تفضیلی کی تقسیم پر منطبق بھی نہیں ہو رہی۔اس لیے کہ انہوں نے پوری عبارت میں کہیں خلافت کا لفظ استعمال نہیں فرمایا جب کہ قطبیت کا لفظ دونوں پر استعمال فرمایا ہے۔قطبیتِ ارشادیہ اور قطبیتِ باطنیہ۔اب ظاہر ہے کہ قطب الارشاد حکمران کو نہیں کہتے اور آج بھی بلکہ ہر دور میں قطب الارشاد موجود ہوتا ہے مگر اسکا حکمران اور سیاستدان ہونا ضروری نہیں ہوتا۔عدمِ انطباق کی دوسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب نے قطبیتِ باطنی کا فیض حاصل کرنے والوں میں اہل بیت کے ساتھ خواص کو بھی شامل کیا ہے۔ خواص کا لفظ تفضیلی کو نظر کیوں نہیں آیا؟ اور خلفاء اربعہ سے بڑھ کر حضور کریم ﷺ کے خواص کون ہو سکتے ہیں؟ خصوصاً جن کے حق میں لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً وارد ہے ان سے بڑھ کر خاص کون

marfat.com

ہوگا؟ اور اگر تفضیلی اسے عطف تفسیری بنائیں تو ہم عرض کریں گے کہ پھر دوسرے طبقہ میں حضرت شاہ صاحب نے خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ کا ذکر کیا ہے۔ یہاں بھی خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ میں عطف تفسیری مراد لے کر دکھایئے۔ پہلے طبقہ میں اہل بیت خواص میں شامل ہیں مگر خواص صرف اہل بیت نہیں اور دوسرے طبقہ میں خلفاء اربعہ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں مگر صرف خلفاء اربعہ ہی عشرہ مبشرہ نہیں۔ عدم انطباق کی تیسری وجہ یہ ہے کہ شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے تیسرے طبقے کو احسان کے وصف سے متصف قرار دیا ہے۔ طالب علم بھی اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ تصوف اور طریقت ہی کا دوسرا نام احسان ہے اور حدیث احسان کی صوفیانہ شرح کے مطابق اِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ والی فنائیت ہی مرتبہ احسان تک پہنچاتی ہے۔ دراصل شاہ صاحب علیہ الرحمۃ نے خلافت کی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی یہ لفظ تلاش کرنے سے بھی انکی عبارت میں آپکو ملے گا، بلکہ انہوں نے روحانی فیض ہی کی تین اقسام بیان فرمائی ہیں۔ لطف کی بات یہ ہے کہ تفضیلی صاحب نے تین طرح کی خلافت کا لفظ بار بار استعمال فرمایا ہے حالانکہ شاہ صاحب لفظ خلافت سے دور رہے ہیں۔ اسکے برعکس حضرت شاہ صاحب قدس سرہ نے تینوں طبقات کیلیے قطبیت اور احسان کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں جبکہ تفضیلی صاحب نے ان الفاظ سے مکمل اجتناب فرمایا ہے۔ یہ زمین آسمان کا فرق بتا رہا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کا مقصد کچھ اور ہے اور تفضیلی صاحب کی نیت میں کچھ اور ہے۔ ہائے تفضیلی صاحب کو خود بھی شاہ صاحب کی عبارت کا اپنی تقسیم پر عدم انطباق کھٹک چکا ہے۔ اسی لیے انہیں یہ وضاحت کرنا پڑی کہ "واضح رہے کہ یہ تقسیم غلبہ حال اور خصوصی امتیاز کی نشاندہی کے لیے ہے ورنہ ہر سہ اقسام میں سے کوئی بھی دوسری قسم کے خواص و کمالات سے کلیتاً خالی نہیں ہے"۔ رابعاً حضرت شاہ صاحب نے پہلے طبقے میں تمام اہل بیت اور خواص کو شامل فرمایا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اہل بیت سے کون کون سی ہستیاں مراد ہیں۔ کیا اہل بیت اور خواص میں ازواج مطہرات شامل ہوں گی کہ نہیں، جن کا اہل بیت ہونا قرآن میں منصوص ہے؟ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ تفضیلیوں کی بعض باتوں سے رافضیت لازم آتی ہے۔

خلاصہ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیے کہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ شروع شروع میں تفضیلی تھے اور بعد میں اس عقیدے سے توبہ فرمائی۔ آپ خود لکھتے ہیں کہ مجھے روحانی طور پر نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے حضرت علی پر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو فضیلت دینے کا حکم دیا گیا۔ گو اس معاملے میں اگر

marfat.com

میری طبیعت اور میرے رجحان کو آزاد چھوڑا جاتا تو وہ دونوں حضرت علی کو فضیلت دینے اور ان سے زیادہ محبت کا اظہار کرتے لیکن یہ ایک چیز تھی جو میری طبیعت کی خواہش کے خلاف عبادت کی طرح مجھ پر عائد کی گئی تھی اور مجھ پر اسکی تعمیل لازم تھی (فیوض الحرمین اردو صفحہ ۲۰۲، ۲۳۳ واں مشاہدہ)۔

سوچنے کی بات ہے کہ شاہ صاحب کس جہت سے مولا علی کو افضل مانتے ہوں گے جس کی اصلاح کی گئی اور کیا شاہ صاحب کو صرف سیاست میں افضلیت شیخین تسلیم کرنے کا حکم ملا ہوگا کہ اسے ان پر عبادت کی طرح فرض کر دیا گیا؟

سادسا حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے تفضیل شیخین کے موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ہے۔

اس کتاب میں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے صاف لکھا ہے کہ: شیخین کی خلافت کا زمانہ آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ ہے اور خلافت مرتضٰی کا زمانہ ولایت کا زمانہ ہے۔ میں نے فنائیت اور شعاؤں کے انعکاس کے لحاظ سے نبی کریم ﷺ سے مشابہت صدیق میں زیادہ دیکھی ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۳۱)۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی عبارات میں تطبیق کی صورت آسانی سے نکل آئی کہ انکے نزدیک قطبیت ارشادیہ سے مراد کمالات نبوت سے اتصاف ہے اور شیخین کا قرب نبوت سے واصل ہونا حضرت مجدد علیہ الرحمۃ نے بھی لکھا ہے۔ گویا حضرت مجدد اور حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی بات میں بھی مطابقت پیدا ہوگئی۔

دوسری جگہ شیخ اکبر علیہ الرحمہ کی عبارت نقل کرتے ہیں کہ خلفاء اربعہ کے پاس خلافت ظاہری باطنی دونوں موجود تھیں۔ یہ عبارت اصل الفاظ کے ساتھ ہم نقل کر چکے ہیں (ملاحظہ ہو قرۃ العینین صفحہ ۳۲۲)۔

تیسری جگہ لکھتے ہیں کہ اگر بیعت اور صحبت کا اعتبار کیا جائے تو شیخین کے سلاسل مولائے مرتضٰی سے زیادہ ثابت ہوتے ہیں بلکہ خود سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو بھی شیخین سے فیض پہنچا ہے (قرۃ العینین صفحہ ۳۰۰)۔

اب بتایئے۔ آپ نے پوری صورت حال کو ملحوظ کیوں نہ رکھا۔ شاہ صاحب کا رجوع کیوں چھپایا۔ اور ان کی ایک عبارت کو دوسری عبارات کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کیوں نہ

marfat.com

فرمائی۔اپنی مرضی اوراندرونی عقیدے کے مطابق ایک تقسیم کوجنم دے کرشاہ صاحب کی عبارت کواس پرزبردستی منطبق کیوں فرمایا؟

سابعاً روافض کا عقیدہ ہے کہ امامت شورائی نہیں ہوتی بلکہ امام مامور من اللہ ہوتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو خالص شورائی اور صحابہ کی ملی بھگت قرار دیتے ہوئے روافض نے صدیقی خلافت پر تنقید کی ہے بلکہ اس موضوع پران کی مکمل کتاب شیخ سقیفہ موجود ہے جوایک نہایت گستاخانہ کتاب ہے۔

ہمارے مخاطب تفضیلی رافضی نے حضرت شاہ صاحب کی تقسیم سے بالکل بے گانہ ہوکر، سوفیصد رافضیانہ ذہنیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اور صدیقی خلافت کوظاہری اور مولاعلی کی ولایت کو باطنی قرار دیتے ہوئے یوں موازنہ لکھا ہے کہ:

خلافت ظاہری دین اسلام کا سیاسی منصب ہے جوانتخابی اور شورائی ہوتا ہے اور عوامی چناؤ سے عمل میں آتا ہے، اس میں جمہوریت ہوتی ہے، کسی کی تجویز ہوتی ہے اور کسی کی تائید۔

جب کہ خلافت باطنی خالصتاً روحانی منصب ہے، یہ محض وہبی اور اجتبائی امر ہے، خلیفہ باطنی کا تقرر خدا کرتا ہے، اس میں جمہوریت نہیں بلکہ ماموریت ہوتی ہے اس میں کسی کی تجویز اور کسی کی تائید کی ضرورت نہیں ہوتی۔

آگے لکھتے ہیں: خلافت زمینی نظام کوسنوارتی ہے اور ولایت اسے آسمانی نظام کے حسن سے نکھارتی ہے۔ خلافت افراد کو عادل بناتی ہے اور ولایت افراد کو کامل بناتی ہے۔ خلافت کا دائرہ فرش تک ہے اور ولایت کا دائرہ عرش تک ہے (السیف الجلی صفحہ ۹)۔

اہل علم سے درخواست ہے کہ تفضیلی رافضی کے ان نظریات کا غور سے جائزہ لیجیے۔ کیا خلفائے ثلاثہ علیہم الرضوان کی سبکی اور خفت بلکہ ان پر تبرا بولنے میں کوئی کمی رہ گئی ہے؟ کیا خلافت اور ولایت کے اس تقابل نے معاملہ تفضیل سے بڑھ کر عالی رافضیت تک نہیں پہنچادیا؟

مزید سنیے! فرماتے ہیں: لہٰذا اب خلافت سے مفر ہے نہ ولایت سے، کیونکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر ؓ کی خلافت بلافصل اجماع صحابہ سے منعقد ہوئی اور تاریخ کی شہادت قطعی سے ثابت ہوئی اور حضرت مولاعلی ؓ کی ولایت بلافصل خود فرمانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے منعقد ہوئی اور احادیث متواترہ کی شہادت قطعی سے ثابت ہوئی الخ۔

marfat.com

غور فرمایئے! رافضی نے خلافتِ صدیق کو محض اجماعِ صحابہ اور تاریخی شہادت میں محدود کر دیا ہے جس کے پاس قرآن وسنت سے کوئی دستاویز موجود نہ ہو اور ولایت سیدنا مولا علی ؓ کو احادیث متواترہ سے قطعی ثابت کر مارا ہے۔ ولایت بھی وہ جو انہوں نے اپنے ذہن سے تیار کی ہے۔ بلکہ اس کتاب میں ہر جگہ مولا کا ترجمہ مولا ہی کرتے رہے مگر جب آخر میں پہنچے تو جہاں سیدنا فاروقِ اعظم نے مولا کا لفظ استعمال فرمایا تھا وہاں موقع پا کر مولا کا ترجمہ آقا کر دیا تا کہ یہ سازش پوری کتاب میں جلوہ گر ہو جائے اور اہل سنت کی طرح مولا بمعنی دوست اور محبوب نہیں بلکہ روافض کی طرح مولا بمعنی آقا ثابت ہو جائے۔

مزید فرماتے ہیں: سو ہم سب کو جان لینا چاہیے کہ حضرت مولا علی المرتضی ؓ اور حضرت مہدی الارض والسمآء علیہ السلام باپ بیٹا دونوں..... اللہ کے ولی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی ہیں۔ انہیں تسلیم کرنا ہر صاحب ایمان پر واجب ہے۔

فرمایئے! یہ شیعہ کے کلمہ عَلِیٌّ وَلِیُّ اللّٰہِ وَصِیُّ رَسُوْلِ اللّٰہِ کا بعینہٖ ترجمہ ہے کہ نہیں؟ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ساری باتیں کہاں لکھی تھیں اور ان ساری خرافات کو آپ کس کے ذمے لگائیں گے؟

حقیقت یہ ہے کہ خلافتِ صدیقی کی بنیاد قرآن وسنت میں موجود ہے اور علماء اہل سنت شروع سے اس پر دلائل دیتے چلے آئے ہیں۔ اہل سنت نے قرآن کی آیت وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا سے خلفائے راشدین کی خلافتِ حقہ پر استدلال کیا ہے، اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ سے خلفائے راشدین کی خلافتِ حقہ کی تصدیق ہو رہی ہے۔ حدیث بخاری میں مُرُوْا اَبَا بَکْرٍ فَلْیُصَلِّ بِالنَّاسِ کے الفاظ موجود ہیں یعنی ابوبکر کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے امر کر دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (بخاری حدیث رقم: ۶۷۸)۔ فرمایئے وَعَدَ اللّٰہُ میں صدیقی خلافت کا وعدہ خدا نے کیا یا جمہور نے؟ مُرُوْا کا کیا معنی ہے؟ یہاں ماموریت کو دیکھتے وقت آپ کی آنکھیں کیوں چندھیا گئیں؟ اور حدیث مسلم میں یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ کے الفاظ موجود ہیں یعنی میرے بعد اللہ اور تمام فرشتوں نے ابوبکر کے سواء ہر کسی کی امامت کا انکار کر دیا ہے (مسلم حدیث رقم: ۶۱۸۱)۔

اس سے بڑھ کر ابوداؤد شریف میں لَا لَا لَا یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ

marfat.com

کے الفاظ موجود ہیں (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۶۱)۔

فرمایئے یہ قرآن اور حدیث ہے یا تاریخ؟ اس میں اللہ، اللہ کا رسول اور تمام آسمانی فرشتے بھی شامل ہیں یا محض عوام، جمہور، شوریٰ اور رافضیوں کے بقول ملی بھگت؟ پھر آپ نے کس طرح خالص شورائی اور خالص خدائی کی رافضیانہ تقسیم کرنے کی جرأت فرمائی۔

یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ کے یہی الفاظ اگر مولا علی ﷺ کے بارے میں وارد ہوتے تو تفضیلیوں کو آسمانوں اور زمینوں میں ولایت اور امامت کے ڈنکے سنائی دینے لگتے۔

اگر کسی شخص نے تجویز دی تھی اور دوسروں نے تائید کی تھی تو اس کا سبب اور پس منظر کیا تھا؟ اَنْتَ سَیِّدُنَا، وَخَیْرُنَا وَاَحَبُّنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم (بخاری حدیث رقم: ۳۶۶۸) کے الفاظ اللہ اور اس کے رسول کو بیچ میں لا رہے ہیں کہ نہیں؟

حتیٰ کہ صدیق اکبر ﷺ کا خلیفہ رسول ہونا سابقہ ادیان میں بھی مذکور تھا۔ اور نبی کریم ﷺ کے قدمین شریفین میں بیٹھے ہوئے سیدنا صدیق اکبر ﷺ کی تصویر تک ان لوگوں کے پاس محفوظ تھی۔ یہ حدیث ہم مکمل حوالے کے ساتھ نقل کر چکے ہیں۔

ایسے دلائل کے ہوتے ہوئے تفضیلی نے خلافت صدیقی کو وحی سے لاتعلق اور خالص شورائی کہہ دیا ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں کہ: رافضی اہل سنت کو ناصبی کہتے ہیں کیونکہ اہل سنت اپنے امام کو جماعت کی رائے سے مقرر کرتے ہیں تُسَمِّیْھَا الرَّافِضَۃُ نَاصِبَۃً لِقَوْلِھَا بِاِخْتِیَارِ الْاِمَامِ وَ نَصْبِہٖ بِالْعَقْدِ (غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۷۶)۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی بھی تفضیلی کی کھال اتاریں تو اندر سے عالی رافضی برآمد ہوگا۔

تفضیلی کا یہ کہنا کہ خلافت میں جمہوریت ہوتی ہے اور ولی باطن مامور من اللہ ہوتا ہے، منتخب ہوتا ہے، اس کا تقرر خدا کرتا ہے، مولا علی کی ولایت احادیث متواترہ کی قطعیت سے ثابت ہے، مولا علی رسول اللہ ﷺ کے وصی ہیں، انہیں اور امام مہدی علیہما السلام کو تسلیم کرنا ہر صاحب ایمان پر واجب ہے۔ تفضیلی کے ان تمام جملوں پر غور کیجیے۔ یہ صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ خالص رافضیت بھی ہے۔ باطن کا یہ عقیدہ صرف روافض میں ہی نہیں بلکہ اسماعیلیوں کے ہاں بھی رائج ہے۔

تفضیلی صاحب نے سیاست اور ولایت میں جو طویل موازنہ لکھا ہے، یہ محض خطیبانہ گردان ہے اور اسکی ہر بات ہماری پیش کردہ آیات و احادیث اور خصوصاً فرمانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ

marfat.com

والشاء یَاْبَی اللّٰہُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَکْرٍ سے متصادم ہے۔

چند گوئی اے لجوج بے صفا
ایں فسونِ دیو پیشِ مصطفیٰ

آپ ﷺ کی ولایت کے منکر خارجی ہیں۔مگر اس ولایت میں پہلے تینوں خلفائے راشدین علیہم الرضوان بدرجہ اولیٰ شامل ہیں اور تفضیلی نے جس طریقے سے مولا علی کی ولایت کو خلفائے ثلاثہ پر ترجیح دی ہے یہ خالص رافضیت اور خلفائے ثلاثہ کی توہین اور بے ادبی ہے۔اہل سنت کا عقیدہ خوارج اور روافض لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّھِمْ کے بین بین ہے۔

آخر میں ہمارے مخاطب رافضی کے مذکورہ بالا جملوں کی تردید شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی زبانی سنیئے۔فرماتے ہیں: میں نے روحانی طور پر آنحضور ﷺ سے شیعہ فرقہ کے بارے میں پوچھا کہ یہ لوگ اہل بیت کی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں مگر آپکے صحابہ کے ساتھ دشمنی رکھتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان لوگوں کا مسلک باطل ہے۔انکے مسلک کا بطلان امام کے بارے میں ان کے پیش کردہ تصور پر معمولی غور وفکر سے کھل جاتا ہے۔اس کیفیت سے واپسی کے بعد میں نے امام کے لفظ پر غور کیا تو ظاہر ہوا کہ یہ لوگ امام کو معصوم اور اس کی اطاعت کو فرض قرار دیتے ہیں اور وحی باطنی جو باطن پر حکم خداوندی کے اِلقاء کا نام ہے اسے امام کے لیے اجتہاد، الہام یا خطا سے محفوظ ثابت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ امام کو اللہ تعالیٰ لوگوں کے لیے خود مقرر کرتا ہے تا کہ وہ انہیں خداوندی احکام پہنچائے۔حالانکہ یہی تو نبوت کے معنی اور اسکے فرائض و خصائص ہیں۔نبی کی تعریف یہ ہے بَعَثَہُ اللّٰہُ لِتَبْلِیْغِ الْاَحْکَامِ ۔اللہ تعالیٰ نبی کو اپنے احکام کی تبلیغ کے لیے بھیجتا ہے یعنی نبی کو اللہ تعالیٰ مقرر کرتا ہے اور اسکی اطاعت فرض ہوتی ہے۔گویا دوسرے الفاظ میں یہ لوگ ختم نبوت کے قائل نہیں ہیں اور اماموں کے لیے نبوت ثابت کرتے ہیں (الانتباہ فی سلاسلِ الاولیاء صفحہ ۴)۔

ایک ہاتھ میں السیف الجلی اور دوسرے ہاتھ میں الانتباہ پکڑ لیجیے۔آپ پر واضح ہو جائے گا کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے ہمارے مخاطب رافضی کو ختم نبوت کا منکر کہہ دیا ہے۔

روافض کے عقائد کی ہر کتاب میں لکھا ہے کہ: شیعہ اور سنی میں سب سے بڑا پہلا اور بنیادی فرق یہ ہے کہ امامیہ کے نزدیک انکے امام مامور من اللہ ہوتے ہیں، جیسا کہ سیدنا

marfat.com

علی المرتضٰی کی امامت کا اعلان غدیرِ خم کے موقع پر ہوا اور اہلِ سنت کے نزدیک خلافت ایک شورائی اور اجماعی منصب ہے (ملاحظہ ہو شیعہ عقائد کی ہر کتاب مثلاً اصل و اصولِ شیعہ صفحہ ۱۰۱، امامت وملوکیت صفحہ ۱۷۴)۔

## تفضیلیوں کا پانچواں سوال

افضلیت کا دارومدار علم پر ہوتا ہے اور مولا علی ؓ تمام صحابہ میں اَعلم ہیں۔ آپ علم کا دروازہ ہیں۔ سب سے بڑے قاضی (اقضٰی) ہیں اور تمام خلفاء نے آپ سے راہنمائی حاصل کی ہے۔

**جواب:**۔ سیدنا علی المرتضٰی ؓ کے علم کی عظمت میں اور آپ کے اقضٰی ہونے میں کوئی شک نہیں۔ لیکن جہاں تک اعلم ہونے کا تعلق ہے تو یہ سراسر صدیق اکبر ؓ کا خاصہ ہے۔

## اعلمیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(۱)۔ قرآنِ حکیم نے صدیق اکبر ؓ کو اتقٰی قرار دیا ہے (الیل: ۱۷)۔ اور تقویٰ بغیر علم کے متصور نہیں ہو سکتا، لہٰذا اتقٰی ہونے کیلئے اعلم ہونا ضروری ٹھہرا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَنَا اَعْلَمُهُمْ بِاللّٰهِ وَاَشَدُّهُمْ لَهٗ خَشْيَةً یعنی میں سب لوگوں سے زیادہ اللہ کو جانتا ہوں اور سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہوں (بخاری حدیث نمبر ۶۱۰۱، مسلم حدیث نمبر ۶۱۰۹)۔

سیدنا حسن بصری ؓ فرماتے ہیں: لَهُوَ كَانَ اَعْلَمَ بِاللّٰهِ وَ اَتْقٰى لَهٗ وَ اَشَدُّ لَهٗ مَخَافَةً یعنی صدیق اکبر سب سے زیادہ اللہ کو جانتے تھے اور تمام صحابہ میں اتقٰی تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے (تاریخ الخلفاء صفحہ ۵۳)۔

اسی لیے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کہ جب صدیق اکبر اس امت کے سب سے بڑے متقی ہیں تو لازم ہوا کہ آپ ہی اللہ کے سب سے بڑے عارف ہوں اِنَّ الصِّدِّيْقَ لَمَّا كَانَ اَتْقَى الْاُمَّةِ بِاَسْرِهَا وَجَبَ اَنْ يَّكُوْنَ اَعْرَفَهَا بِاللّٰهِ (الزلال الانقی صفحہ ۶۸)۔ ان عبارتوں میں اعلم باللہ اور اعرف باللہ کے الفاظ قابلِ غور ہیں۔

دوسری جگہ اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: آیۃ کریمہ جس طرح افضلیت صدیق پر دلیل ساطع، یوں ہی ان کے عرفانِ الٰہی وولایتِ ذاتی میں کافۂ امت سے زیادت پر برہان قاطع (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۸۰)۔

marfat.com

نیز فرماتے ہیں: یَرْفَعِ اللّٰہُ الَّذِیْنَ آمَنُوْا مِنْکُمْ وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ بلند کرے گا اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور انہیں جو علم دیے گئے درجوں میں۔ اَقُوْلُ وَاللّٰہُ یَغْفِرُلِی ان آیت طیبات سے ثابت کہ علم باعثِ فضل اور مثلِ ایمان موجبِ رفعِ درجات ہے اور پھر ظاہر کہ زیادتِ سبب، باعثِ زیادتِ مسبب۔ پس جس قدر علم بیش، فضیلت افزوں اور احادیث وآثار سے ثابت کہ جنابِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے برابر صحابہ میں کسی کو علم نہ تھا بلکہ اعلمیتِ صدیق تو قرآنِ عزیز سے ثابت (مطلع القمرین صفحہ ۱۰۸)۔

(۲)۔ نبی کریم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خود امامت کے مصلے پر کھڑا فرمایا (بخاری حدیث رقم: ۶۷۸، مسلم حدیث رقم: ۹۴۸)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو جس باب میں نقل کیا ہے اس کا نام یہ رکھا ہے ''اَھْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَۃِ'' یعنی علم اور فضیلت والا امامت کا زیادہ حقدار ہے۔

امام العقائد حضرت امام ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

وَ تَقْدِیْمُہٗ لَہٗ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّہٗ اَعْلَمُ الصَّحَابَۃِ وَاَقْرَاُھُمْ لِمَا ثَبَتَ فِی الْخَبَرِ الْمُتَّفَقِ عَلٰی صِحَّتِہٖ بَیْنَ الْعُلَمَآءِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَالَ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَقْرَءُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ فَاِنْ کَانُوْا فِی الْقِرَاَۃِ سَوَاءً فَاَعْلَمُھُمْ بِالسُّنَّۃِ فَاِنْ کَانُوْا فِی السُّنَّۃِ سَوَاءً فَاَکْبَرُھُمْ سِنًّا فَاِنْ کَانُوْا فِی السِّنِّ سَوَاءً فَاَقْدَمُھُمْ اِسْلَامًا یعنی نبی کریم ﷺ کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگے کھڑا کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صدیق اکبر تمام صحابہ سے زیادہ علم والے اور بہتر قاری تھے۔ اس لیے کہ صحیح ترین حدیث میں ہے جسکی صحت پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قوم کی امامت وہ شخص کرے جو ان میں قرآن کا سب سے بڑا قاری ہو اور اگر قاری ہونے میں سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امامت کرائے جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو عمر میں سب سے بڑا ہو اور اگر اس میں بھی سب برابر ہوں تو وہ شخص امامت کرائے جو سب سے پہلے مسلمان ہوا ہو۔

علامہ ابنِ کثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اشعری رحمۃ اللہ علیہ کا کلام سونے کے پانی سے لکھنے کے قابل ہے۔ اور یہ تمام کی تمام صفات صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں موجود ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۵۷)۔ امامت کی شرائط والی حدیث کی شرح میں تمام شارحین نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو

marfat.com

اعلم لکھا ہے (ملاحظہ ہو شرح نووی علیٰ مسلم جلد ا صفحہ ۲۳۶، اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۵۱۴، مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۸۲، حاشیہ سندھی علیٰ نسائی جلد ا صفحہ ۱۲۶، شرح صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۰۶ وغیرہ)۔

امامت صدیق والی حدیث اور امام بخاری کے اسی مذکورہ باب کی شرح میں علماءِ اہلِ سنت نے لکھا ہے کہ صدیق اکبر ؓ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے۔ حضرت علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں وَلَا شَکَّ فِیْ اِجْتِمَاعِ هٰذَیْنِ الْوَصْفَیْنِ (اَلْاَفْقَهُ وَالْاَقْرَءُ) فِیْ حَقِّ الصِّدِّیْقِ اَلَا تَرٰی اِلٰی قَوْلِ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَکَانَ اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمَنَا وَمُرَاجَعَةُ الشَّارِعِ بِاَنَّهٗ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ، تَدُلُّ عَلٰی تَرْجِیْحِهٖ عَلٰی جَمِیْعِ الصَّحَابَةِ وَتَفْضِیْلِهٖ (عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵ تحت حدیث امامت صدیق)۔

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جناب صدیق اکبر تمام صحابہ و اہل بیت سے بڑے عالم، بہت ذکی و فہیم اور سب سے زیادہ مزاج شناسِ رسول تھے رضی اللہ عنہ۔ اسی لیے حضورِ انور نے اپنے مصلے پر آپ کو کھڑا کیا۔ امام وہی بنایا جاتا ہے جو سب سے بڑا عالم ہو۔ سارے صحابہ میں آپ سب سے بڑے عالم تھے۔ ہم نے عرض کیا ہے۔ شعر

علم میں فضل میں بے شبہ تم سب سے افضل
اس امامت سے تیرے کھل گئے جوہر صدیق
اس امامت سے کھلا تم ہو امام اکبر
تھی یہی رمز نبی، کہتے ہیں حیدر، صدیق

(مراۃ المناجیح شرح مشکوٰۃ المصابیح جلد ۸ صفحہ ۲۶۰)۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: سیدنا حضرت صدیق اکبر ؓ تمام صحابہ میں افضل و اعلم تھے اسی لیے حضور ﷺ نے امامت کے لیے ان کا انتخاب کیا (فیوض الباری ۲/۳۱۵)۔

حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں: تمام صحابہ میں حضرت ابوبکر ؓ سب سے زیادہ علم اور فضل والے تھے (نعمۃ الباری جلد ۲ صفحہ ۵۵۵)۔

یہاں ہم ایک غلط فہمی دور کرتے چلیں کہ سیدنا عبد الرحمٰن بن عوف ؓ کا جنگ کے دوران خود امامت کرانا الگ چیز ہے جبکہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے

marfat.com

پر خود کھڑا کرنا دوسری چیز ہے اور یہی آپ کا خاصہ ہے۔

(۳)۔ محبوب کریم ﷺ کے وصال شریف پر صدیق اکبر ؓ نے جب قرآن شریف کی آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ تلاوت فرمائی تو صحابہ کرام علیہم الرضوان کی حیرانی دور ہوگئی اور سب کو یقین آ گیا کہ حبیب کریم ﷺ وصال فرما چکے ہیں۔ سیدنا ابنِ عباس ؓ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایسے لگتا تھا جیسے لوگ اس آیت کا مفہوم آج تک نہیں سمجھ سکے تھے۔ جب لوگ وہاں سے رخصت ہوئے تو ہر ایک کی زبان پر یہی آیت تھی وَاللّٰہِ ، لَکَاَنَّ النَّاسَ لَمْ یَکُوْنُوْا یَعْلَمُوْنَ اَنَّ اللّٰہَ اَنْزَلَھَا حَتّٰی تَلَاھَا اَبُوْ بَکْرٍ ؓ، فَتَلَقَّاھَا مِنْہُ النَّاسُ، فَمَا یُسْمَعُ بَشَرٌ اِلَّا یَتْلُوْھَا (بخاری حدیث رقم: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲)۔ آپ کا یہ خطبہ دینا کامل محو کی دلیل ہے جبکہ آپ کا آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ پڑھ کر تمام صحابہ کو حیران کر دینا اعلمیت کا ثبوت ہے۔ یہاں ہم اہلِ انصاف کے ضمیر کو جھنجھوڑ کر پوچھنا چاہتے ہیں کہ اگر یہ حدیث سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے بارے میں ہوتی تو روافض کیسا حشر برپا کرتے؟

(۴)۔ امام نسائی رحمت اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے جس کا نام ہے اِمَامَۃُ اَھْلِ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ یعنی اہلِ علم اور اہلِ فضل کی امامت کا باب۔ اس باب میں امام نسائی نے صرف ایک ہی حدیث بیان فرمائی ہے، ملاحظہ فرمایئے: لَمَّا قُبِضَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ قَالَتِ الْاَنْصَارُ مِنَّا اَمِیْرٌ وَمِنْکُمْ اَمِیْرٌ ، فَاَتَاھُمْ عُمَرُ فَقَالَ :اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ قَدْ اَمَرَ اَبَا بَکْرٍ اَنْ یُّصَلِّیَ بِالنَّاسِ ؟ فَاَیُّکُمْ تَطِیْبُ نَفْسُہٗ اَنْ یَّتَقَدَّمَ اَبَا بَکْرٍ ؟ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ اَنْ نَّتَقَدَّمَ اَبَا بَکْرٍ یعنی جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو انصار نے کہا ایک امیر ہم میں سے اور ایک امیر تم میں سے، اتنے میں ان کے پاس حضرت عمر ؓ پہنچ گئے، آپ نے فرمایا: کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو حکم دیا تھا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں؟ تم میں سے کس کا جی چاہتا ہے کہ ابوبکر سے آگے بڑھے؟ سب نے کہا نعوذ باللہ کہ ہم ابوبکر سے آگے بڑھیں (نسائی حدیث رقم: ۷۷۷)۔

امام نسائی کا قائم کردہ عنوان بتا رہا ہے کہ اس حدیث سے امام نسائی نے صدیق اکبر کے اعلم اور افضل ہونے پر استدلال کیا ہے۔ یہی امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے خصائص پر کتاب الخصائص لکھی ہے۔

(۵)۔ سید المرسلین ﷺ کے وصال شریف کے بعد مرتدین نے جب زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو

marfat.com

سیدنا صدیق اکبر ؓ نے فرمایا: وَاللّٰہِ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَیْنَ الصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ یعنی جس نے نماز اور زکوۃ میں فرق سمجھا اللہ کی قسم میں اس کے خلاف جنگ کروں گا۔ باقی صحابہ کرام علیہم الرضوان اس بات کو سمجھ نہ سکے۔ پھر بحث مباحثے کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ صدیق اکبر حق پر ہیں۔ لہٰذا سب نے صدیق اکبر کی بات کی طرف رجوع فرمایا۔ قَالَ عُمَرُ ؓ: فَوَ اللّٰہِ مَا ھُوَ اِلَّا اَنْ قَدْ شَرَحَ اللّٰہُ صَدْرَ اَبِیْ بَکْرٍ ؓ ، فَعَرَفْتُ اَنَّہُ الْحَقُّ (مسلم حدیث رقم: ۱۲۴، بخاری حدیث رقم: ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۶۹۲۵، ۷۲۸۵، ابوداؤد حدیث رقم: ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ترمذی حدیث رقم: ۲۶۰۷، نسائی حدیث رقم: ۲۴۴۳، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۳، ۳۹۷۵، ابن ماجہ حدیث رقم: ۷۱، ۷۲، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸)۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اسی طرح حضرت علی اور جناب صدیق کے مابین بھی گفتگو ہوئی۔ آخر الامر سب نے اقرار کیا کہ صدیق اکبر کی رائے حق ہے (تصفیہ صفحہ ۱۹)۔ ہم نے یہ حوالہ اسلیے نقل کیا ہے کہ یہ پوری امت کی تحقیق کے عین مطابق ہے۔

اس واقعہ سے علماءِ کرام نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ صدیق اکبر ؓ تمام صحابہ سے بڑے عالم ہیں اَبُوْبَکْرٍ اَعْلَمُ الصَّحَابَۃِ لِاَنَّھُمْ کُلُّھُمْ وَقَفُوْا اِلٰی آخِرِہٖ (صواعق محرقہ صفحہ ۱۷)۔

وَاسْتَدَلَّ الشَّیْخُ اَبُوْ اِسْحَاق بِھٰذَا وَغَیْرِہٖ فِیْ طَبَقَاتِہٖ عَلٰی اَنَّ اَبَا بَکْرٍ الصِّدِّیْقَ ؓ اَعْلَمُ الصَّحَابَۃِ لِاَنَّھُمْ کُلُّھُمْ وَقَفُوْا عَنْ فَھْمِ الْحُکْمِ فِی الْمَسْئَلَۃِ اِلَّا ھُوَ ثُمَّ ظَھَرَ لَھُمْ بِمُبَاحَثَۃٍ لَھُمْ اَنَّ قَوْلَہٗ ھُوَ الصَّوَابُ فَرَجَعُوْا اِلَیْہِ

ترجمہ: شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث سے اور اس کے علاوہ دوسری احادیث سے اپنی کتاب طبقات میں استدلال کیا ہے کہ ابو بکر صدیق تمام صحابہ میں سب سے زیادہ علم والے تھے، اس لیے کہ ابو بکر صدیق کے علاوہ تمام صحابہ مسئلہ میں حکم کو سمجھ نہ سکے، پھر آپ کے ساتھ بحث کرنے کے بعد ان پر واضح ہوا کہ ابو بکر صدیق کی بات ہی حق ہے، لہٰذا ان سب نے آپ کے فیصلے کی طرف رجوع کر لیا (تہذیب الاسماء للنووی صفحہ ۷۶۰، تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۴)۔

اگر یہ صورتِ حال صدیق اکبر کی بجائے مرتضٰی کریم کیساتھ پیش آئی ہوتی تو رافضی باقی صحابہ کی توہین کرنے کے لیے اس واقعہ کو بھی دلیل بنا لیتے معاذ اللہ۔

(۶)۔ صدیق اکبر ؓ کا حبیب کریم ﷺ کے دفن کے وقت یہ حدیث بیان فرمانا کہ: نبی

marfat.com

جہاں فوت ہوتے ہیں وہیں پر دفن ہوتے ہیں (ترمذی حدیث رقم: ۱۰۱۸)، صدیق اکبر ؓ کے اس بارے میں اعلم ہونے کا ثبوت ہیں۔ کسی دوسرے صحابی کو ان باتوں کی خبر نہ تھی۔ یہاں خبر واحد کی طرح عدم روایت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ عدم علم کی بات ہو رہی ہے۔ اسی لیے علامہ سیوطی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ اَعْلَمَهُمْ بِالسُّنَّةِ ، كَمَا رَجَعَ اِلَيْهِ الصَّحَابَةُ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعٍ يَبْرُزُ عَلَيْهِمْ بِنَقْلِ سُنَنٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ يَحْفَظُهَا هُوَ وَيَسْتَحْضِرُهَا عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلَيْهَا لَيْسَتْ عِنْدَهُمْ یعنی ابوبکر صدیق ؓ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ سنت کے عالم تھے، جیسا کہ صحابہ نے ایک سے زیادہ مرتبہ آپ کی طرف رجوع کیا اور آپ ضرورت کے وقت نبی کریم ﷺ کی حدیث لے کر سامنے آئے، جو انہیں حفظ تھی اور دماغ میں حاضر تھی، اور وہ باقی صحابہ کے پاس نہیں تھی (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۵)۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: قَالَ الْعَالِمُ الْاَكْبَرُ یعنی انبیاء کے دفن والی حدیث عالم اکبر (سب سے بڑے عالم) نے بیان فرمائی (تفسیر قرطبی ۴/۲۲۰)۔ امام قرطبی نے عالم اکبر کے الفاظ لکھ کر تفضیلیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ہے لیکن ملا آں باشد کہ چپ نہ شود۔

صدیق اکبر کی بیان کردہ ان احادیث میں اور عام خبر واحد میں یہ فرق ہے کہ خبر واحد کو روایت کرنے والا صرف ایک آدمی ہوتا ہے مگر اس سے دوسروں کے علم کی نفی نہیں ہوتی جبکہ صدیق اکبر کی بیان کردہ احادیث کا علم ہی دوسروں کو نہیں تھا۔

(۷)۔ سیدنا ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ: ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والے تھے وَكَانَ اَبُوْ بَكْرٍ اَعْلَمَنَا (بخاری حدیث رقم: ۴۶۶، ۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم حدیث رقم: ۶۱۷۰، ۶۱۷۱، ترمذی حدیث رقم: ۳۶۶۰)۔ اس حدیث کی شرح میں بے شمار علماء نے اعلمیت صدیق بیان فرمائی ہے (فتح القدیر جلد ۱ صفحہ ۳۵۸، البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۶۰۷، عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵، اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۵۱۴، مرقاۃ جلد ۳ صفحہ ۸۲، قوت المغتذی علی جامع الترمذی جلد ۱ صفحہ ۵۵، حاشیہ ابن ماجہ صفحہ ۶۹ وغیرہ)۔

مثلاً علامہ بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ملاحظہ کیجیے: علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ امامت کا حقدار سب سے بڑا فقیہ ہوتا ہے یا سب سے بڑا قاری ہوتا ہے۔ امام ابوحنیفہ،

marfat.com

مالک اور جمہور کہتے ہیں کہ سب سے بڑا فقیہ امامت کا حق دار ہے۔امام ابو یوسف، احمد، اسحاق، ابن سیرین اور بعض شوافع فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا قاری امامت کا حق دار ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دونوں وصف ابوبکر صدیق میں جمع ہیں، کیا تم ابو سعید خدری کا قول نہیں دیکھتے کہ ابوبکر ہم سب سے زیادہ علم والا تھا؟وَلَا شَكَّ فِيْ اِجْتِمَاعِ هٰذَيْنِ الْوَصْفَيْنِ فِيْ حَقِّ الصِّدِّيْقِ اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِ اَبِيْ سَعِيْدٍ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ اَعْلَمَنَا (عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۲۰۵، جلد ۸ صفحہ ۳۳۴ کتبہ شاملہ)۔

اور اگر اس حدیث سے مراد محبوب کریم ﷺ کے حراج گرامی سے آگاہی لی جائے تو بلاشبہ حضور کریم ﷺ کے حراج کو سمجھنا تمام علوم پر بھاری ہے۔

(۸)۔ صدیق اکبر ؓ خوابوں کی تعبیر کا علم سب سے زیادہ رکھتے تھے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں ابوبکر سے کہوں کہ لوگوں کو ان کے خوابوں کی تعبیریں بتایا کرو (صواعق محرقہ صفحہ ۶۹)۔امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے بعد اس امت میں سب سے زیادہ خوابوں کی تعبیر کا عالم ابوبکر ہے وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ سِيْرِيْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ كَانَ اَعْبَرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِيِّهَا اَبُوْ بَكْرٍ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۸۳، صواعق محرقہ صفحہ ۳۴، الریاض النضرۃ ۱/۵۹)۔خوابوں کی تعبیر کا علم نہ صرف علم ہے بلکہ خاص روحانی علم ہے اور اس علم میں صدیق اکبر ؓ پوری امت سے آگے ہیں۔

(۹)۔ آپ ؓ علم الانساب میں بھی سب سے زیادہ ماہر تھے اَعْلَمُ النَّاسِ بِاَنْسَابِ الْعَرَبِ (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۶)۔

(۱۰)۔ آپ اس امت میں سب سے پہلے خطیب ہیں:عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ ؓ قَالَ: خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ خُطْبَةً خَفِيْفَةً، فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ خُطْبَتِهٖ قَالَ : يَا اَبَا بَكْرٍ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ اَبُوْ بَكْرٍ ؓ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِيِّ ﷺ فَلَمَّا فَرَغَ اَبُوْ بَكْرٍ مِنْ خُطْبَتِهٖ قَالَ: يَا عُمَرُ قُمْ فَاخْطُبْ فَقَامَ عُمَرُ ؓ فَخَطَبَ فَقَصَرَ دُوْنَ النَّبِيِّ ﷺ وَ دُوْنَ اَبِيْ بَكْرٍ ؓ [مستدرك حاكم حديث رقم :٤٥٥٦]۔وقال صحيح الاسناد ، قال الذهبي منقطع ، وَنَقَلَ السُّيُوْطِيُّ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ عَنِ ابْنِ عَسَاكِرٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ ؓ كَانَ اَوَّلَ خَطِيْبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ (تاريخ الخلفاء صفحة ۳۳)۔

marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو درداء ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مختصر سا خطبہ ارشاد فرمایا، پھر جب اپنے خطبے سے فارغ ہوئے تو فرمایا: اے ابو بکر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، ابو بکر کھڑے ہو گئے اور خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ سے مختصر خطاب کیا، پھر جب ابو بکر اپنے خطاب سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا اے عمر کھڑے ہو جاؤ اور خطاب کرو، عمر کھڑے ہو گئے اور انہوں نے بھی خطاب فرمایا اور نبی کریم ﷺ اور ابو بکر سے مختصر خطاب کیا۔ علامہ سیوطی نے ابن عساکر سے نقل کیا ہے کہ ابو بکر سب سے پہلے خطیب تھے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دی۔

(۱۱)۔ ہم پہلے نقل کر چکے ہیں کہ: مَا فَضَلَ اَبُوْ بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صِيَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلٰكِنْ بِالسِّرِّ الَّذِیْ وَقَرَ فِیْ قَلْبِهٖ ۔ گویا علم الاسرار میں بھی صدیق آگے ہیں۔

یہاں سے کوئی جاہل یہ نہ سمجھ لے کہ ہم باقی صحابہ کے علم الاسرار کی نفی کر رہے ہیں۔ یہاں ہم بات علم کی نہیں بلکہ اعلمیت اور سبقت کی کر رہے ہیں۔

حضرت قاضی ابو بکر باقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ساری امت میں سب سے افضل تھے، ایمان میں سب سے بڑھ کر تھے، فہم میں سب سے کامل تھے اور سب سے وافر علم رکھتے تھے۔ كَانَ ؓ اَفْضَلَ الْاُمَّةِ وَ اَرْجَحَهُمْ اِيْمَاناً وَ اَكْمَلَهُمْ فَهْماً وَ اَوْفَرَهُمْ عِلْماً وَ اَكْثَرَهُمْ حِلْماً وَ بِهٖ نَطَقَ قَوْلُهٗ ﷺ: لَوْ وُزِنَ اِيْمَانُ اَبِیْ بَكْرٍ بِاِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ لَرَجَحَ اِيْمَانُ اَبِیْ بَكْرٍ عَلٰى اِيْمَانِ اَهْلِ الْاَرْضِ (الانصاف للباقلانی صفحہ ۶۵)۔

علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ سنیے، آپ فرماتے ہیں: هُوَ اَعْلَمُ الصَّحَابَةِ عَلَى الْاِطْلَاقِ لِلْاَدِلَّةِ الْوَاضِحَةِ عَلٰى ذٰلِكَ یعنی صدیق اکبر تمام صحابہ میں علی الاطلاق زیادہ علم رکھتے ہیں اور اسکا ثبوت وہ واضح دلائل ہیں جو اس موضوع پر وارد ہیں (الصواعق المحرقہ صفحہ ۳۳)۔

حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں: جب حضرت ابو بکر کی مدت حیات اور اس وقت کے موانع روایات کا موازنہ دوسرے صحابہ کے زمانہ حیات اور موانع روایات سے کرتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو بکر کا علم دوسرے صحابہ کے علم سے کہیں زیادہ تھا اور اسی پر فتاویٰ کو قیاس کرنا چاہیے۔ اور ایسا ہی حال حضرت عمر ابن خطاب کا بھی ہے (فتاویٰ عزیزی صفحہ ۳۷۷)۔

marfat.com

## اعلمیتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر اجماع

شارح بخاری حضرت ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: فِیْہِ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ اَعْلَمُ الصَّحَابَۃِ لِاَنَّ اَبَا سَعِیْدٍ شَھِدَ لَہٗ بِذَالِکَ بِحَضْرَۃِ جَمَاعَتِھِمْ وَ لَمْ یُنْکِرْ ذَالِکَ عَلَیْہِ اَحَدٌ یعنی اس حدیث میں اس بات کا ثبوت موجود ہے کہ ابوبکر صدیق ؓ تمام صحابہ میں سب سے بڑے عالم تھے، اس لیے کہ حضرت ابوسعید ؓ نے صحابہ کی جماعت کے سامنے آپ کے حق میں اس بات کی گواہی دی اور صحابہ میں سے کسی ایک نے بھی اس کا انکار نہ کیا (ابن بطال جلد ۲ صفحہ ۱۱۵)۔

شارح بخاری ابنِ رجب رحمۃ اللہ علیہ اَھْلُ الْعِلْمِ وَالْفَضْلِ اَحَقُّ بِالْاِمَامَۃِ کے تحت لکھتے ہیں: وَ اِنَّمَا قَدَّمَہٗ لِعِلْمِہٖ وَ فَضْلِہٖ ، وَ اَمَّا فَضْلُہٗ عَلٰی سَائِرِ الصَّحَابَۃِ فَھُوَ مِمَّا اجْتَمَعَ عَلَیْہِ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ، وَ اَمَّا عِلْمُہٗ فَکَذَالِکَ ، وَ قَدْ حَکٰی اَبُوْ بَکْرٍ بْنِ السَّمْعَانِی وَغَیْرُہٗ اِجْمَاعَ اَھْلِ السُّنَّۃِ عَلَیْہِ اَیْضاً یعنی نبی کریم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ان کے علم اور فضل کی وجہ سے آگے بڑھایا تھا، آپ کی تمام صحابہ پر افضلیت پر تمام اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے، اور اعلمیت پر بھی اسی طرح اجماع ہے، ابوبکر سمعانی وغیرہ نے اہل سنت کا اس پر بھی اجماع بیان کیا ہے (فتح الباری شرح البخاری لابن رجب جلد ۴ صفحہ ۱۱۷)۔

تفضیلیہ کے ممدوح ابنِ تیمیہ نے بھی اس موضوع پر اجماع نقل کیا ہے، لکھتے ہیں: قَدْ نَقَلَ غَیْرُ وَاحِدٍ الْاِجْمَاعَ عَلٰی اَنَّ اَبَابَکْرٍ اَعْلَمُ مِنْ عَلِیٍّ ، مِنْھُمُ الْاِمَامُ مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الْجَبَّارِ السَّمْعَانِیُّ الْمَرْوَزِیُّ اَحَدُ اَئِمَّۃِ الشَّافِعِیَّۃِ وَذَکَرَ فِیْ کِتَابِہٖ تَقْوِیْمِ الْاَدِلَّۃِ الْاِجْمَاعَ مِنْ عُلَمَآءِ السُّنَّۃِ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ اَعْلَمُ مِنْ عَلِیٍّ (منہاج السنۃ جلد ۴ صفحہ ۱۳۵)۔

واضح ہو گیا کہ اعلم ہونا صدیق اکبر کا خاصہ ہے اور اگر خاصہ کا انکار گستاخی ہے تو پھر اعلمیتِ صدیق کا انکار اصل گستاخی ہوا۔

(۱۲)۔ صدیق اکبر ؓ کے بعد سب سے زیادہ علم سیدنا فاروقِ اعظم ؓ کے پاس تھا۔ سیدنا ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں: لَوْ وُضِعَ عِلْمُ عُمَرَ فِیْ کَفَّۃِ مِیْزَانٍ وَ عِلْمُ النَّاسِ فِیْ کَفَّۃٍ لَرَجَحَ عِلْمُ عُمَرَ یعنی اگر عمر کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور تمام لوگوں کا علم دوسرے پلڑے میں رکھا جائے تو عمر کا علم بھاری ہے (مستدرک حدیث رقم: ۴۵۵۳)۔ یہ الفاظ اگر مولا علی کے بارے میں فرمائے گئے ہوتے تو تفضیلی اور روافض قیامت برپا کر دیتے۔

marfat.com

حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ذہبی نے بھی اس کی تصدیق کردی ہے۔ سیدنا ابن مسعود ؓ نے یہ بات فاروقی دور اور اسکے بعد کے لحاظ سے فرمائی ہے۔ اس کی تائید ایک اور روایت سے اس طرح ہو رہی ہے کہ سیدنا ابنِ مسعود نے فرمایا: لَقَدْ كَانُوْا يَرَوْنَ اَنَّهٗ ذَهَبَ بِتِسْعَةِ اَعْشَارِ الْعِلْمِ وَلَمَجْلِسٌ كُنْتُ اَجْلِسُهٗ مَعَ عُمَرَ اَوْثَقُ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ عَمَلِ سَنَةٍ یعنی صحابہ کرام کی تحقیق یہ تھی کہ عمر علم کے دس حصوں میں سے نو حصے اپنے ساتھ لے گئے، اور عمر کی مجلس میں ایک گھڑی بیٹھنا مجھے ایک سال کے عمل سے زیادہ پسند تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔ اِسْنَادُهٗ صَحِيْحٌ

سیدنا عثمانِ غنی ؓ نے قرآن جمع فرمایا (بخاری حدیث نمبر: ۳۵۰۶)۔ آپ ؓ کثرت سے تلاوتِ قرآنِ مجید فرماتے تھے حتیٰ کہ آپ ؓ کی شہادت بھی قرآن پڑھتے ہوئی۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں: اجماع سے ثابت ہے کہ حضرت عثمان غنی قرآن شریف کے ترتیب دینے میں اور کثرتِ قرأت میں حضرت علی سے افضل ہیں۔ حضرت علی ؓ فتویٰ اور اجتہاد اور احادیث کی روایت میں حضرت عثمان ؓ سے افضل ہیں (فتاویٰ عزیزی اردو صفحہ ۳۸)۔

سیدنا عثمانِ غنی ؓ تمام صحابہ میں مناسکِ حج کے سب سے بڑے عالم تھے اور ان کے بعد ابنِ عمر رضی اللہ عنہما (تاریخ الخلفاء صفحہ ۱۱۶)۔

واضح رہے کہ سیدنا عثمانِ غنی کی سیدنا مرتضیٰ کریم پر اعلمیت متفق علیہ نہیں، جبکہ شیخین کی اعلمیت متفق علیہ ہے رضی اللہ عنہم۔

## تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں

اب اس عنوان کے تحت ہم جتنے دلائل پیش کریں گے ان کا تعلق اعلمیت سے نہیں بلکہ اس بات سے ہے کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں۔

خود مولا علی ؓ نے صدیق اکبر ؓ سے اور بعض دیگر صحابہ سے دین روایت فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث شریف کے الفاظ اس طرح ہیں کہ عَنْ عَلِيٍّ ؓ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَّ صَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِلٰى آخِرِهٖ حضرت علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا کہ مجھے ابوبکر نے حدیث بتائی اور ابوبکر نے سچ فرمایا۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب کوئی آدمی گناہ کر بیٹھتا ہے پھر کھڑا ہو کر وضو کرتا ہے پھر نماز پڑھتا ہے پھر اللہ سے

marfat.com

بخشش مانگتا ہے۔تو اللہ اسے بخش دیتا ہے۔پھر آپ نے یہ آیت پڑھی اَلَّذِیْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَۃً الآیۃ (ترمذی حدیث رقم:۴۰۶،ابوداؤد حدیث رقم:۱۵۲۱،ابن ماجہ حدیث رقم:۱۳۹۵)۔

اب بتایئے، باب العلم کے حصر والی بات کہاں گئی؟ یہاں تو صدیق اکبر صرف باب العلم ہی نہیں بلکہ بَابٌ لِلْبَابِ بن چکے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو علم کی مختلف انواع سے نوازا ہے۔گلستانِ مصطفیٰ کے ہر پھول کی الگ رنگت اور الگ خوشبو ہے۔چنانچہ مطلق اعلم ہونے اور حضور کریم ﷺ کا مزاج سمجھنے میں صدیق اکبر سب سے بڑھ کر تھے۔کَانَ اَبُوْ بَکْرٍ اَعْلَمَنَا (بخاری حدیث رقم:۴۶۶،۳۶۵۴، ۳۹۰۴، مسلم حدیث رقم:۶۱۷۰،۶۱۷۱، ترمذی حدیث رقم:۳۶۶۰)۔آپ علم الاسرار میں سب سے آگے تھے اَلَّذِیْ وُقِرَ فِیْ قَلْبِہٖ۔

محبوب کریم ﷺ کی امت میں محدث سیدنا عمر فاروق ہیں (مسلم حدیث رقم: ۶۲۰۴، بخاری حدیث رقم:۳۴۶۹،۳۶۸۹، ترمذی حدیث رقم:۳۶۹۳)۔اور عمر کی زبان پر حق بولتا ہے (ترمذی حدیث رقم:۳۶۸۲، مستدرک حاکم حدیث رقم:۴۵۵۷)۔

حضرت عثمان غنی ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ایک وعدہ لیا تھا، میں اس پر صابر ہوں (ترمذی حدیث رقم:۳۷۱۱)۔

ایک مرتبہ سید المرسلین ﷺ نے سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے ساتھ سرگوشی فرمائی، صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ آپ نے اپنے چچازاد بھائی سے طویل سرگوشی فرمائی ہے۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس سے سرگوشی نہیں کی بلکہ اللہ نے اس سے سرگوشی فرمائی ہے (ترمذی حدیث رقم۳۷۲۶)۔اَلْحَدِیْثُ حَسَنٌ

سیدنا ابو ہریرۃ ؓ فرماتے ہیں میں نے حضور ﷺ سے دو علم سیکھے۔ایک وہ ہے جسے میں بیان کرتا ہوں اور ایک وہ ہے کہ اگر میں بیان کروں تو لوگ میری گردن کاٹ دیں اَمَّا الآخَرُ لَوْ بَثَثْتُہٗ لَقُطِعَ ھٰذَا الْبُلْعُوْمُ (بخاری حدیث رقم:۱۲۰)۔

حضرت حذیفہ ؓ کا لقب ہے: صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَعْلَمُہٗ غَیْرُہٗ یعنی رسول اللہ ﷺ کے ہمراز، جس راز کو ان کے علاوہ کوئی نہیں جانتا (بخاری حدیث رقم: ۳۷۶۱، مستدرک حاکم حدیث رقم: ۵۴۶۳)۔

marfat.com

ذرا چشم تصور سے غور فرمایئے۔ یہ الفاظ اگر مولا علی ؓ کے بارے میں فرمائے گئے ہوتے تو یار لوگوں کی طرف سے باطن کے نام پر حشر بپا کر دیا جاتا۔ اگر چہ ہر صحابی صاحب سر ہے اور خود سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بھی صاحب اسرار ہیں لیکن یہاں اَلَّذِیْ لَا یَعْلَمُهٗ غَیْرُهٗ کی قید موجود ہے اور ہم ثابت صرف یہ کرنا چاہتے ہیں کہ ہر صحابی شہر علم کا دروازہ ہے۔

پچھلی پانچ احادیث کا تعلق علم الاسرار سے ہے اور مختلف صحابہ کو علم الاسرار کا ملنا اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ تمام صحابہ علم الاسرار کے دروازے ہیں۔

قرآن کی جو تفسیر ابنِ مسعود ؓ کر دیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پر راضی ہیں (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۵۴۷۴)۔ اَلْحَدِیْثُ صَحِیْحٌ وَاَقَرَّهُ الذَّهَبِی

سیدنا ابن مسعود ؓ خود فرماتے ہیں کہ اس ذات کی قسم جسکے سواہ کوئی معبود نہیں قرآن کی کوئی ایسی سورت نہیں جسکے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کہاں نازل ہوئی اور کوئی ایسی آیت نہیں جسکے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ کس مقصد کیلیے نازل ہوئی اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص قرآن کے بارے میں مجھ سے زیادہ علم رکھتا ہے، اگر میرا اونٹ اس تک پہنچ سکتا ہو تو میں اپنا اونٹ اس کی طرف ضرور دوڑا دوں (بخاری حدیث رقم: ۵۰۰۲، مسلم حدیث رقم: ۶۲۳۳)۔

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا: سَلُوْنِیْ سَلُوْنِیْ ، وَسَلُوْنِیْ عَنْ کِتَابِ اللّٰهِ فَوَ اللّٰهِ مَا مِنْ آیَةٍ اِلَّا وَاَنَا اَعْلَمُ اَنُزِلَتْ بِلَیْلٍ اَوْ بِنَهَارٍ یعنی مجھ سے پوچھ لو مجھ سے پوچھ لو، مجھ سے کتاب اللہ کے بارے میں پوچھ لو، اللہ کی قسم کوئی ایسی آیت نہیں جس کے بارے میں مجھے علم نہ ہو کہ رات کو اتری یا دن کو (الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۹۶، الاستیعاب صفحہ ۵۲۴)۔

سیدنا ابنِ مسعود اور سیدنا مرتضیٰ کریم رضی اللہ عنہما دونوں کے الفاظ پر دوبارہ غور کیجیے، پہلا فرق یہ دیکھیے کہ دونوں کے اقوال کون کون سی کتابوں میں ہیں۔ دوسرا فرق یہ دیکھیے کہ سیدنا ابنِ مسعود اپنے سے زیادہ علم والے کو نہیں جانتے۔ جبکہ مولائے مرتضیٰ نے اپنے سے اعلم کی نفی نہیں فرمائی۔ تیسرا فرق یہ دیکھیے کہ سیدنا ابنِ مسعود نے سَلُوْنِیْ یعنی مجھ سے پوچھ لو کا اعلان نہیں فرمایا جبکہ مرتضیٰ کریم نے یہ اعلان فرمایا ہے۔ اس اعلان کی وجہ سمجھنا نہایت آسان اور دلچسپ ہے۔ دراصل آپ نے یہ اعلان مکہ شریف اور مدینہ منورہ میں بیٹھ کر نہیں فرمایا بلکہ کوفہ میں بیٹھ کر فرمایا ہے۔ حرمین سے دوری کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو اس قسم کے اعلان کی سخت ضرورت

marfat.com

تھی۔آپ نے اپنا دار الخلافہ کوفہ میں منتقل فرمالیا تھا اور آپ کے اس اعلان کو روایت کرنے والے صحابی حضرت ابو طفیل بھی کوفہ کے رہنے والے ہیں۔

نیز فرمایا چار آدمیوں سے قرآن سیکھو، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، ابی بن کعب اور سالم رضی اللہ عنہم (بخاری حدیث رقم:۳۷۵۸ ، مسلم حدیث رقم: ۶۳۳۴)۔فرمایئے جن سے قرآن سیکھا جائے وہ علم کے دروازے ہوئے کہ نہیں؟

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ ؓ کو حافظہ عطا فرمایا (بخاری حدیث رقم:۱۱۸،۱۱۹، ۲۰۴۷،۲۳۵۰)۔اور اسی لیے وہ سب سے زیادہ احادیث کے راوی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس ؓ کو دعا دی کہ اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَ الْحِکْمَۃَ یعنی اے اللہ اسے کتاب اور حکمت سکھا (بخاری حدیث رقم:۷۵،۳۷۵۶،۷۲۷۰) حکمت علم الاسرار ہی کا نام ہے۔نیز فرمایا اَللّٰھُمَّ فَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ اے اللہ اسے دین کی فقہ عطا کر (بخاری حدیث رقم:۷۵، مسلم حدیث رقم:۶۳۶۸ )۔

اسی لیے ابن عباس ؓ کو افقہ الناس کہا جاتا ہے یعنی تمام لوگوں سے بڑے فقیہ۔نیز فرمایا نِعْمَ تُرْجُمَانُ الْقُرْآنِ ابْنُ عَبَّاس یعنی ابن عباس بہترین ترجمان القرآن ہے (مستدرک حدیث رقم:۶۴۰۱)۔وَ قَالَ صَحِیْحٌ وَ وَافَقَہُ الذَّھَبِی

اہل علم وذوق کی توجہ کیلیے ہم عرض کرتے ہیں کہ سیدنا ابن عباس ؓ کو نبی کریم ﷺ نے تُرْجُمَانُ الْقُرْآن اور حِبْرُ الْاُمَّۃِ قرار دیا ہے اور انہیں کتاب وحکمت ملنے کی دعا دی ہے۔مسلم کی حدیث میں دین کی فقہ عطا ہونے کی دعا دی ہے۔اس لیے انہیں اَفْقَہُ النَّاسِ کہا جاتا ہے۔ ان القاب میں سے کوئی ایک لقب بھی اگر مولا علی ؓ کو مل جاتا تو روافض نے جو آج کل ماحول پیدا کر رکھا ہے، ایسے ماحول میں روافض اور تفضیلی بھنگڑا ڈالنے لگ جاتے۔

بعض رافضی کہتے ہیں کہ ابنِ عباس چونکہ مولا علی کے شاگرد تھے لہٰذا یہ سب کچھ انہیں مولا علی سے ملا۔اس کا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابنِ عباس نے مذکورہ بالا تمام کمالات محبوب کریم ﷺ سے براہِ راست حاصل کیے ہیں جیسا کہ ان احادیث کے الفاظ سے ظاہر ہے۔اور سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے استفادہ انہوں نے بعد میں فرمایا ہے۔

ایک حدیث میں مختلف صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مختلف علوم وفنون پر مہارت کا

marfat.com

نہایت خوبصورت تذکرہ موجود ہے۔فرمایا:اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْ بَکْرٍ ، وَ اَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ ، وَ اَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ ، وَ اَقْرَؤُھُمْ لِکِتَابِ اللّٰہِ اُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ ، وَاَفْرَضُھُمْ زَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ ، وَ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ ، اَلَا وَ اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ اَمِیْناً وَ اِنَّ اَمِیْنَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ اَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ (ترمذی حدیث رقم:۳۷۹۱، ابن ماجۃ حدیث رقم: ۱۵۴،۱۵۵)۔وَ قَالَ التِّرْمَذِیُ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

ترجمہ: میری امت میں سے اس پر سب سے زیادہ مہربان ابوبکر ہے،اللہ کے معاملے میں سب سے زیادہ سخت عمر ہے،سب سے زیادہ حیاء والا عثمان ہے،سب سے بڑا قاری ابی بن کعب ہے، سب سے زیادہ میراث کا ماہر زید بن ثابت ہے،حلال اور حرام کا سب سے بڑا عالم معاذ بن جبل ہے،خبردار ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابوعبیدہ ابن جراح ہے۔

اس حدیث میں حضرت معاذ بن جبل کو اَعْلَمُ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ فرمایا گیا ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ یَجِیْءُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَمَامَ الْعُلَمَآءِ یعنی معاذ بن جبل قیامت کے دن علماء کے آگے آگے آئیں گے (الاستیعاب صفحہ ۶۷۲،صواعق محرقہ صفحہ ۷۹)۔ سیدنا معاذ بن جبل ﷺ کے علم کی صورت حال اچھی خاصی دلچسپ ہے حتیٰ کہ ہمارے مخاطبین کے پسندیدہ عالم ابن تیمیہ کو غلط فہمی ہوگئی کہ حضرت معاذ کا علم مولا علی کے علم سے زیادہ ہے۔چنانچہ ابن تیمیہ لکھتے ہیں قَوْلُہٗ اَعْلَمُھُمْ بِالْحَلَالِ وَالْحَرَامِ مَعَاذُ بْنُ جَبَلٍ اَقْرَبُ اِلَی الصِّحَّۃِ بِاتِّفَاقِ عُلَمَآءِ اَھْلِ الْحَدِیْثِ مِنْ قَوْلِہٖ اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ(اِلیٰ اَنْ قَالَ) عُلِمَ اَنَّ الْمُحْتَجَّ بِذٰلِکَ عَلیٰ اَنَّ عَلِیًّا اَعْلَمُ مِنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ جَاھِلٌ (فتاویٰ ابن تیمیہ جلد۴ صفحہ ۴۱۰)۔

ابن تیمیہ کا یہ فتویٰ ہم نے مداحین ابن تیمیہ کو تصویر کا دوسرا انتہائی رخ دکھانے کے لیے التزاماً لکھ دیا ہے ورنہ ہم بذات خود ابن تیمیہ کی اس تحقیق سے ہرگز متفق نہیں ہیں۔ہماری اس وضاحت کو پڑھ کر بھی اگر کوئی شخص ہمیں ابن تیمیہ کا ہم خیال سمجھتا ہے تو اس کے بدگمان بلکہ بدنصیب ہونے میں کیا شک رہا۔

اب مکمل صورت حال واضح ہو جانے کے بعد حدیث مدینۃ العلم کا مفہوم سمجھنا نہایت آسان ہے یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

marfat.com

اس میں کوئی شک نہیں کہ نبی کریم ﷺ کا علم دوسرے صحابہ کے ذریعے بھی ہم تک پہنچا ہے اور یہ علی المرتضیٰ ؓ کا خاصہ نہیں بلکہ یہ خصوصیت ایک خاص جہت کے لحاظ سے ہے جو بہت وسیع، مفتوح تر اور عظیم تر ہے مثلاً حدیث شریف میں آیا ہے کہ تم میں سب سے اچھے قاضی علی ہیں۔اس حدیث کو ابوالصلت ہروی نے روایت کیا ہے جو شیعہ ہے لیکن صدوق ہے اور تعظیم صحابہ میں کمی نہیں کرتا شك نیست که علم آنحضرت از جناب صحابه دیگر نیز آمده و مخصوص بمرتضیٰ نیست الخ (اشعۃ اللمعات جلد۴ صفحہ ۶۷۷)۔

شیخ محقق علیہ الرحمۃ تمام صحابہ کو باب العلم قرار دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ مولا علی کا خاصہ نہیں ہے رضی اللہ عنہم۔اور مولا علی کی بابیت اور آپ کے عظیم تر علم کا تعلق اقضیٰ ہونے سے بتا رہے ہیں۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ عَلِیٌّ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِهَا یعنی اس شہر کے دروازوں میں سے علی بھی ایک دروازہ ہیں۔آگے فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ البتہ مراتب کا فرق ضرور ہے۔چنانچہ تابعین نے مولا علی کے علاوہ بے شمار صحابہ سے قرأت، تفسیر، حدیث اور فقہ کے مختلف الانواع علوم حاصل کیے ہیں لہٰذا مولا علی کے علم کا دروازہ ہونے کی تخصیص باقی نہ رہی فَعُلِمَ عَدَمُ اِنْحِصَارِ الْبَابِيَّةِ فِيْ حَقِّهٖ (مرقاۃ جلد۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔پھر فرماتے ہیں کہ دارالحجۃ سے دارالحکمۃ بڑا ہے۔جب دارالحجۃ کے آٹھ دروازے ہیں تو دارالحکمۃ کے دروازے اس سے زیادہ کیوں نہ ہوں (مرقاۃ جلد۱۱ صفحہ ۳۴۶)۔

آپ نے پڑھا کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے حدیث فَبِاَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ کو نقل کر کے اس پر اعتماد فرمایا ہے۔اگرچہ اس حدیث کی سند قابل اعتماد نہیں لیکن علماء کے تمام صحابہ کو عدول کہنے، سیدنا ابن مسعود ؓ کے اثر مَنْ كَانَ مُسْتَنًّا ،مَا اَنَا عَلَيْهِ وَ اَصْحَابِی ،حدیث اَلنُّجُوْمُ اَمَنَةٌ لِلسَّمَآءِ (مسلم حدیث نمبر ۶۴۶۶)۔اور قرآن کی آیت اِنْ آمَنُوْا بِمِثْلِ مَا اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا سے اس کی تائید ہو رہی ہے لہٰذا علماء نے اس کے مفہوم پر اعتماد کیا ہے اور ہم نے بھی اس کتاب میں اسی وجہ سے اسے نقل کیا ہے۔امام اہل سنت قدس سرہ امام شعرانی رحمت اللہ علیہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ: اہلِ کشف کے نزدیک یہ حدیث

marfat.com

صحیح ہے (فتاویٰ رضویہ جلد۲ صفحہ۴۵۹)۔آپ فرماتے ہیں:

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

محدثِ کبیر اور صوفی جلیل امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَقْضَاکُمْ عَلِیٌّ لَا یَقْتَضِیْ اَنَّهٗ اَقْضٰی مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ یعنی اقضاکم علی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بڑے قاضی ہوں (فتاویٰ نوویہ، مرقاۃ جلد۱۱ صفحہ۳۶۱)۔

ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے اَقْضَاهُمْ عَلِیٌّ کے تحت فرمایا ہے کہ مَعْنَاهُ اَعْلَمُ بِاَحْکَامِ الْخُصُوْمَةِ الْمُحْتَاجَةِ اِلَی الْقَضَآءِ .....وَلَا یَلْزَمُ مِنْ کَوْنِ وَاحِدٍ اَقْضٰی اَنْ یَّکُوْنَ اَعْلَمَ مِنْ غَیْرِهٖ یعنی سب سے بڑا قاضی ہونے کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان احکام خصومت کو زیادہ جانتے تھے جن کی ضرورت عدالتی معاملات میں پڑتی ہے۔ کسی کے سب سے بڑا قاضی ہونے سے اس کا دوسروں سے بڑا عالم ہونا لازم نہیں آتا (مرقاۃ جلد۱۱ صفحہ۳۶۱)۔

عظیم چشتی بزرگ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ تمام صحابہ کرام اس شہر کے دروازے ہیں اس لیے کہ دین کے تمام علوم امت کے جملہ علماء کو انہی دروازوں سے پہنچے ہیں (سبع سنابل صفحہ۳۷)۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں: باب العلم ہونے کا وصف بلکہ اس سے بھی زیادہ دیگر صحابہ میں بھی ثابت ہے آں شرط بازیادہ ازاں شرط در دیگراں ہم بروایتِ اہلِ سنت ثابت شدہ باشد (تحفہ اثنا عشریہ صفحہ۲۱۲)۔

بتایئے ان بزرگوں پر کیا فتویٰ ہے؟ اور ناقل کا کیا قصور ہے؟

واضح رہے کہ حدیث مدینۃ العلم کو حاکم نے صحیح لکھا ہے جب کہ یحییٰ بن معین، ذہبی، ابن تیمیہ، ابنِ جوزی، ابنِ کثیر اور کئی دوسرے محدثین نے اسے سراسر موضوع اور من گھڑت قرار دیا ہے، امام بخاری نے اسے منکر لکھا ہے، امام ترمذی نے بھی منکر غریب لکھا ہے، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے مطعون لکھا ہے۔ تفضیلیہ سے پوچھنا یہ ہے کہ ان محدثین پر آپ کا کیا فتویٰ ہے؟ لیکن علامہ جلال الدین سیوطی اور حضرت ملا علی قاری علیہما الرحمہ نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے (تاریخ الخلفاء صفحہ۱۳۳، مرقاۃ جلد۱۱ صفحہ۳۴۶)۔ ہم نے اس حدیث کے حسن ہونے کا

marfat.com

قول سب سے آخر میں نقل کیا ہے اور لیکن کے ذریعے استدراک قائم کرنے کے بعد لکھا ہے تا کہ واضح ہو جائے کہ یہی ہمارا مختار ہے۔

لیکن مولا علی مشکل کشا کرم اللہ وجہہ الکریم کے باب العلم ہونے کے ساتھ ساتھ باقی صحابہ کو بھی ابواب العلم ماننا ضروری ہے۔ اگر صرف سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ ہی علم کے شہر کا دروازہ ہوں تو آپ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے صحابی کو کوئی حدیث روایت کرنے کا حق حاصل نہ رہے گا، جب کہ صورت حال اس سے بالکل مختلف ہے اور بے شمار صحابہ و صحابیات علیہم الرضوان نے محبوب کریم ﷺ سے کثرت سے احادیث روایت فرمائی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم ﷺ کو ساری دنیا کی طرف مبعوث فرمایا ہے۔ آپ معلم کائنات ہیں۔ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ (جمعہ:۲) اور لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (النحل:۴۴) وغیرہ بے شمار آیات سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ سے علم صرف سیدنا علی المرتضیٰ نے نہیں بلکہ تمام صحابہ نے حاصل کیا ہے۔

اسی طرح كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ اور بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً جیسے بے شمار دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ تمام اسلامی تعلیمات آگے پھیلانے کا حکم تمام صحابہ کو مل چکا ہے۔ لہٰذا صرف مولا علی ﷺ کو باب العلم سمجھنے سے قرآن و سنت کی ان گنت تصریحات اور قرآن سمیت اہم ترین تعلیمات کا انکار لازم آئے گا۔

قرآن مجید کو نبی کریم ﷺ کے زمانے میں چار صحابہ نے جمع کیا: حضرت ابی بن کعب، معاذ بن جبل، زید بن ثابت اور ابو زید رضی اللہ عنہم (بخاری حدیث رقم: ۳۸۱۰، ۵۰۰۳، ۵۰۰۴، مسلم حدیث رقم: ۶۳۴۰، ترمذی حدیث رقم: ۳۷۹۴)۔

بعد میں قرآن حکیم کو سیدنا صدیق اکبر نے ایک صحیفے میں جمع کرایا اور یہ سارا کام حضرت زید کے ہاتھوں سے ہوا (بخاری حدیث رقم: ۴۹۸۶) اور اس کے بعد سیدنا عثمان غنی نے اسے ایک قرأت پر جمع فرمایا۔ اس حدیث میں نہایت دھڑلے کے الفاظ موجود ہیں کہ حضرت حذیفہ نے جب کچھ لوگوں کو قرأت میں اختلاف کرتے ہوئے دیکھا تو حضرت عثمان سے عرض کیا اے امیر المومنین: اَدْرِكْ هٰذِهِ الْاُمَّةَ قَبْلَ اَنْ يَّخْتَلِفُوْا فِي الْكِتَابِ یعنی اے امیر المومنین اس امت کی مدد کو پہنچیں اس سے پہلے کہ یہ کتاب میں اختلاف کریں (بخاری حدیث رقم: ۴۹۸۷)۔

marfat.com

اگر یہ لوگ باب العلم نہ تھے تو اس موجودہ قرآن کا انکار لازم آئے گا اور رافضی اسی لیے قرآن کے منکر ہیں۔ اسکے علاوہ ہزاروں بلکہ لاکھوں احادیث جو دیگر صحابہ سے مروی ہیں ان سے ہاتھ دھونا پڑیں گے۔ اور باقی بچے گی وہی رافضیت جس میں نہ قرآن معتبر اور نہ صحاح ستہ و دیگر کتبِ اہلِ سنت کی کوئی اہمیت۔ اب آپ کے پاس کیا بچے گا؟ وہی اصولِ کافی اور روافض کی کتبِ اربعہ وغیرہ۔ اب فیصلہ آسان ہوگیا کہ تمام صحابہ کو علم کے دروازے نہ سمجھنا دین کی بقا کا انکار ہے۔

باب العلم ہونے کو مولا علی کا خاصہ سمجھنا اہلِ سنت کا نہیں بلکہ روافض کا عقیدہ ہے اور یہ بات ہم اپنے پاس سے نہیں بلکہ باحوالہ عرض کررہے ہیں۔ امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: لَعَلَّ الشِّیْعَةَ تَتَمَسَّکُ بِهٰذَا التَّمْثِیْلِ اَنَّ اَخْذَ الْعِلْمِ وَالْحِکْمَةِ مِنْهُ مُخْتَصٌّ بِهٖ لَا یَتَجَاوَزُهٗ اِلٰی غَیْرِهٖ اِلَّا بِوَاسِطَتِهٖ ﷺ یعنی شاید شیعہ اس تمثیل سے یہ استدلال کریں کہ علم اور حکمت حاصل کرنا سیدنا علی ﷺ کے ساتھ خاص ہے، آپ کے واسطہ کے بغیر اس کا کسی دوسرے کے پاس پہنچنا ناممکن ہے (شرح طیبی جلد ۱۱ صفحہ ۲۶۹)۔ یہی بات حضرت ملا علی قاری نے بھی نقل کی ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۴۵)۔ علامہ پرہاروی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

صدیق اکبر کو محض سیاسی خلیفہ کہنا خالص گستاخی اور رافضیت ہے، انکی اعلمیت کا انکار دوسری گستاخی اور رافضیت ہے، مرتضٰی کریم ﷺ کو اکیلا باب العلم سمجھنا بھی رافضیت ہے۔ باقی صحابہ کرام کو چور دروازے کہنا سراسر رافضیت اور صحابہ پر تبرا ہے۔

## مشاورت یا رہنمائی کی بحث

تفضیلیوں کے اس سوال کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ خلفاء راشدین نے مولا علی رضی اللہ عنہم سے راہنمائی حاصل کی۔

اس کا جواب یہ ہے کہ مولا علی ان کے وزیر اور مشیر تھے، مشیر کی بات مشورہ ہوتی ہے راہنمائی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَشَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِ یعنی اے محبوب صحابہ کو مشورے میں شامل کریں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام صحابہ سے راہنمائی حاصل کرتے تھے۔ اور حدیث میں ہے کہ فَکَانَ یُشَاوِرُهٗ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِهٖ یعنی نبی کریم ﷺ ہر معاملے میں ابوبکر سے مشورہ لیتے تھے (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۴۶۳) اس کا مطلب بھی راہنمائی نہیں۔

marfat.com

حدیث پاک سے ثابت ہے کہ سیدنا فاروق اعظم کے مشورے اکثر صحیح ہوتے تھے اور ان کی موافقت اور منظوری کے لیے آسمان سے وحی نازل ہو جاتی تھی۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے فاروق کو محدث امت قرار دیا اور فرمایا کہ اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ الْحَقَّ عَلیٰ لِسَانِ عُمَرَ وَقَلْبِہٖ یعنی اللہ تعالیٰ نے عمر کی زبان اور قلب پر حق کو جاری کر رکھا ہے۔ لیکن اس کا مطلب بھی یہ نہیں کہ سیدنا فاروق اعظم حضور کے راہنما تھے۔

مولا علی کو خلفاء راشدین اور خصوصاً سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما نے مشورے میں زیادہ اہمیت دی ہے۔ یہ آپ کی وسعت قلبی اور حق جوئی کا ثبوت ہے نہ کہ مفضولیت کا ثبوت۔

لَوْلَا عَلِیٌّ لَھَلَکَ عُمَرُ کو غلط رنگ دے کر روافض نے بہت اچھالا۔ مگر افسوس کہ پوری صورت حال کو یہاں بھی مدِ نظر نہ رکھا گیا۔ مکمل تصویر اس طرح ہے کہ سیدنا فاروق اعظم ﷺ کی عادت تھی کہ ہر صائب الرائے کی اصابت کا اعتراف فرماتے تھے۔ صدیق اکبر ﷺ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ابوبکر کی زندگی کا قتال مرتدین کا دن، میری زندگی کے تمام دنوں سے بہتر ہے اور غار ثور والی رات میری زندگی کی تمام راتوں سے بہتر ہے اور ابوبکر مرتدین کے خلاف جہاد کرنے میں صائب تھے اور میں روکنے میں غلطی پر تھا۔ اسی موقع پر سیدنا فاروق اعظم ﷺ نے سیدنا صدیق اکبر کے سر پہ بوسہ دیا اور فرمایا: اَنَا فِدَاءُ کَ ، وَلَوْلَا اَنْتَ لَھَلَکْنَا یعنی میں قربان جاؤں، اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔

سیدنا ابوہریرہ ﷺ نے فرمایا: وَاللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ ، لَوْلَا اَنَّ اَبَابَکْرٍ اُسْتُخْلِفَ مَا عُبِدَ اللّٰہُ یعنی اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اگر ابوبکر خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت ختم ہو جاتی (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۴۸)۔

ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا کہ میں دو سال تک گھر سے غائب رہا ہوں، واپس آیا ہوں تو میری بیوی حاملہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس عورت کو رجم کرنے کے بارے میں لوگوں سے مشورہ فرمایا، حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے امیر المومنین اس کے پیٹ میں بچے کا کیا قصور؟ اسے بچے کی پیدائش تک چھوڑ دیجیے۔ آپ اس عورت کو سزا دینے سے رک گئے۔ جب وہ بچہ پیدا ہوا تو اس کے دانت نکلے ہوئے تھے۔ اس شخص نے بچے کو شباہت سے پہچان لیا اور کہنے لگا رب کعبہ کی قسم یہ میرا بیٹا ہے۔

marfat.com

سیدنا عمر فاروق ؓ نے حضرت معاذ بن جبل کے بارے میں فرمایا: عَجَزَتِ النِّسَاءُ اَنْ یَّلِدْنَ مِثْلَ مُعَاذٍ ، وَلَوْ لَا مُعَاذٌ لَهَلَکَ عُمَرُ یعنی عورتیں اس بات سے عاجز آ گئی ہیں کہ معاذ جیسا بیٹا پیدا کریں، اگر معاذ نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا (السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ صفحہ ۴۴۳، جامع المسانید لابن کثیر ۱۱/۳۶۳، ابن عساکر ۲۴/۳۷۴، سیر اعلام النبلاء جلد ۱ صفحہ ۴۵۲، الاصابہ لابن حجر صفحہ ۱۸۴۸)۔ اِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ ۔ بالکل یہی الفاظ بعض جگہ سیدنا مرتضیٰ کریم ؓ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ اگر دونوں باتیں ٹھیک ہیں تو پھر صرف مولا علی والی بات کو پکڑ لینا اور حضرت معاذ کو فراموش کر دینا دیانت داری نہیں۔ اور اگر ان میں سے ایک موضوع ہے تو بتایئے کہ احادیث گھڑنا اور لفظ بدلنے کا کرتب دکھانا کون سے طبقے کی عادت ہے؟ معاذ کی جگہ علی کون لکھ سکتا ہے؟

حق مہر کی مقدار کے مسئلے پر ایک عورت نے حضرت فاروق ؓ کو ٹوکا۔ آپ نے فرمایا اَصَابَتِ الْمَرْاَةُ وَاَخْطَاَ الرَّجُلُ عورت ٹھیک کہتی ہے اور مرد غلطی پر ہے۔

یہ سب نہایت حسین جملے ہیں جو ضرب المثل کی صورت اختیار کر چکے ہیں مگر روافض اور تفضیلی صرف لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ کو چن لیتے ہیں اور بھنگڑا ڈالنے لگتے ہیں۔

اس کے برعکس ایسا بھی ہوا ہے کہ خود مولا علی ؓ کی نسبت دیگر صحابہ کا مشورہ اور رائے زیادہ درست نکلی۔ اگر فاروق اعظم ؓ کی رائے کا مرجوح ہونا فاروق کی توہین نہیں تو بالکل اسی طرح مولا علی کرم اللہ وجہہ کی رائے اور تحقیق کا مرجوح ہونا بھی مولا علی کی توہین نہیں۔ صرف دماغ نہ خارجی ہونا چاہیے اور نہ رافضی۔

مثلاً مولا علی نے ابن سبا اور دوسرے روافض کو آگ سے جلا دیا۔ سیدنا ابنِ عباس ؓ نے فرمایا کہ اگر میں ہوتا تو ان لوگوں کو ویسے قتل کر دیتا مگر آگ سے نہ جلاتا۔ اسلیے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَا تُعَذِّبُوْا بِعَذَابِ اللّٰهِ یعنی کسی کو اللہ کا عذاب مت دو۔ مولا علی نے ابنِ عباس کی بات کے صحیح ہونے کا اعتراف فرما لیا اور فرمایا واہ ابنِ عباس (مستدرکِ حاکم حدیث رقم: ۶۴۰۵)۔ صَحِیْحٌ وَافَقَهُ الذَّهَبِی

جب سیدنا صدیق اکبر ؓ نے زمام اقتدار سنبھالا تو آپ نے فتنہ ارتداد کے خلاف تلوار اٹھائی۔ اس پر مختلف صحابہ نے اختلاف کیا اور فرمایا کہ یہ لوگ اہل قبلہ ہیں اور لا الہ الا اللہ بھی پڑھتے ہیں لہٰذا ان کے خلاف جہاد جائز نہیں۔ اسی طرح حضرت علی اور جناب صدیق کے مابین

marfat.com

بھی گفتگو ہوئی۔ آخر کار تمام صحابہ نے اقرار کیا کہ صدیق اکبر کی رائے حق ہے (تصفیہ مابین سنی وشیعہ صفحہ ۱۹ از حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ سے کسی آدمی نے کوئی مسئلہ پوچھا۔ آپ نے اس کا جواب دیا۔ پاس سے کسی نے کہا کہ یہ مسئلہ اس طرح نہیں ہے بلکہ اس طرح اور اس طرح ہے۔ مولا علی ؓ نے ارشاد فرمایا: اَصَبْتَ وَاَخْطَاْتُ وَفَوْقَ کُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ یعنی تم نے ٹھیک کہا اور میری تحقیق درست نہ تھی، ہر علم والے سے اوپر علم والا ہے (تفسیر ابن جریر جلد ۸ جز ۱۳ صفحہ ۳۲، کنز العمال ۱۰/۱۳۴ حدیث رقم: ۲۹۵۰۳)۔

جنگ جمل کے موقع پر سیدنا امام حسن ؓ نے مولا علی کو تین مشورے دیے اور مشورے دیتے وقت سخت احتجاج کیا۔ مگر مولا علی نے ان کی باتیں نہ مانیں۔ جب دس ہزار صحابہ شہید ہو گئے تو مولا علی نے اپنے لختِ جگر کو گلے سے لگا لیا اور زار و قطار رونے لگے۔ امام حسن ؓ نے عرض کیا ابا جان میں نے آپکو اس کام سے منع کیا تھا۔ آپ نے فرمایا بیٹا مجھے علم نہ تھا کہ معاملہ یہاں تک بگڑ جائے گا (البدایہ والنہایہ جلد ۷ صفحہ ۲۳۱)۔

جس طرح رافضی لَوْلَا عَلِیٌّ سے سیدنا فاروق کی توہین اور جہالتِ علمی کا پہلو نکال لیتے ہیں اسی طرح یہاں کوئی خارجی مولا علی پر بکواس کر سکتا ہے لہٰذا ہم اس کی وضاحت کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

بات یہ تھی کہ چاروں خلفاء کے بارے میں احادیث میں تصریحات موجود ہیں کہ یہی اس امت کی اعلیٰ ترین ہستیاں ہیں۔ خلفاء ثلاثہ کو تو مولا علی میسر تھے مگر مولا علی کے دورِ اقدس میں انہیں خلفاء ثلاثہ میسر نہیں تھے۔ آپ خود بار بار فرماتے ہیں کہ فَمَا اَرٰی یُشْبِهُهُمْ مِنْكُمْ یعنی لوگو مجھے تم میں صحابہ جیسا ایک بھی نظر نہیں آتا (نہج البلاغہ صفحہ ۱۲۸) سیدنا فاروق کے بارے میں فرماتے ہیں کہ رَحَلَ وَتَرَكَهُمْ فِیْ طُرُقٍ مُتَشَعِّبَةٍ یعنی خود چلا گیا اور ہمیں چوراہے پر پریشان چھوڑ گیا (نہج البلاغہ صفحہ ۳۳۰)۔

جو صحابہ مولا علی کے دورِ خلافت میں موجود تھے، مولا علی کے اُن سے افضل اور اعلم ہونے پر احادیث وارد ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے۔ لہٰذا ان کی رائے کا صائب ہونا ممکن تو ضرور تھا جس طرح مولا علی کی رائے بعض اوقات خلفاء ثلاثہ کی رائے پر صائب ہو جاتی تھی۔ مگر

marfat.com

مولا علی کو مفضول صحابہ کی اصابت رائے کا وثوق نہیں ہوتا تھا۔ پھر بھی بعض اوقات اگر کسی صحابی کی رائے مولا علی کی رائے سے بہتر ہوتی تو آپ ﷺ حقیقت حال واضح ہو جانے کے بعد سیدنا فاروق اعظم کی طرح صاف اعتراف فرما لیتے تھے رضی اللہ عنہم۔

غور فرمایئے تو معلوم ہوگا کہ صحابہ کرام کے ایک دوسرے کے مشورے مان لینے میں ان کی عظمت، وسعت قلبی اور للّٰہیت پوشیدہ ہے۔ لَوْلَا عَلِیٌّ لَهَلَکَ عُمَرُ سے فاروقی عظمت اور وسعت قلبی کو چار چاند ہی لگیں گے۔

یہاں ہم سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے نام نہاد عاشقوں سے پوچھتے ہیں کہ سیدنا علی المرتضیٰ کی داڑھی مبارک ان کے سینہ اقدس کو بھر دیتی تھی۔ آپ ﷺ عورت کی نصف دیت کے قائل تھے (بیہقی: ۸/۹۶)۔ آپ ﷺ حق واضح ہو جانے کے بعد اپنے موقف سے رجوع کر لیتے تھے۔ آج آپ لوگ ان تمام باتوں میں مولا علی کے خلاف چل رہے ہیں کَفَا بِکُمْ وِزْراً۔

لَوْ کَانَ حُبُّکَ صَادِقاً لَاَطَعْتَهٗ

دوسری طرف گالیوں کے جواب میں خاموش رہنا بھی مولا علی کی سنت ہے اور الحمد للہ اس سنت پر عمل کرنے کی توفیق صاحب ضرب حیدری کو ملی ہے۔ ہم آپ لوگوں کو سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کا یہ شعر جواباً سناتے ہیں:

اَمُرُّ عَلَی اللَّئِیْمِ یَسُبُّنِیْ فَمَضَیْتُ ثُمَّهٗ قُلْتُ لَا یَعْنِیْنِیْ

ترجمہ: میں بدزبان کے پاس سے گزرا جو مجھے گالیاں دے رہا تھا، میں چپ کر کے آگے نکل گیا اور میں نے کہا یہ مجھے گالیاں نہیں دے رہا۔

باب العلم سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے علم کے بارے میں سیدنا ابن عباس ﷺ اور کسی تابعی کا قول اگر اعلمیت کا ملتا ہو تو اس کا تعلق خلفاءِ ثلاثہ کے بعد کے دور سے ہے۔ خاص طور پر معاصرین اور شاگرد حضرات جب اپنے استاد کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہیں تو وہ اپنے ذاتی تجربے اور مشاہدے کی حد تک بات کر رہے ہوتے ہیں اور اس میں ان کا اپنے استاد یا معاصر سے حسن ظن غالب ہوتا ہے۔ حضرت فاروق اعظم ﷺ سے ایک آدمی نے کہا میں نے آپ سے افضل نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کیا تم نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں، آپ نے فرمایا کیا تم نے ابوبکر کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ فرمایا: اگر تم بتاتے کہ تم نے ان

marfat.com

میں سے کسی ایک کو بھی دیکھا ہے، تو تمہاری خیر نہیں تھی لَوْقُلْتَ نَعَمْ لَاَوْجَعْتُکَ ضَرْباً (الریاض النضرہ جلد ا صفحہ ۱۳۷ اخرجہ فی الفضائل وقال حدیث حسن ، کنز العمال ۲۲۳/۱۲ حدیث رقم: ۳۵۶۱۲)۔ اور اگر کسی ایسے شاگرد کی طرف منسوب قول ہو ہی موضوع اور احادیث مرفوعہ صحیحہ سے متصادم، تو کون سا محقق اسے شمار میں لائے گا۔

سیدنا ابنِ مسعود ؓ اور بے شمار صحابہ فرمائیں کہ: دس میں سے نو حصے علم حضرت عمر کے پاس تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴) اور سیدنا ابنِ عباس فرمائیں کہ: دس میں سے نو حصے علم حضرت علی کے پاس تھا (الاستیعاب صفحہ ۵۳۳) تو بتایئے ترجیح یا تطبیق کیسے ہوگی؟ ظاہر ہے دونوں باتوں کو اپنے اپنے دور پر محمول کرنا پڑے گا۔

لہٰذا اس موضوع پر اگر کسی بات کو حرفِ آخر کہا جا سکتا ہے تو وہ نبی کریم ﷺ ہی کا ارشادِ عالی ہے۔ ان جملوں میں ہم نے ایک اہم دخل مقدر کا رد کر دیا ہے۔

## تفضیلیوں کا چھٹا سوال

ہمیں خلفاء ثلاثہ سے کوئی بغض نہیں ہے مگر سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی نبی کریم ﷺ سے رشتہ داری اور قرابت کی وجہ سے ہماری محبت کا میلان مولا علی کی طرف زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہم آپ کو افضل مانتے ہیں۔

**جواب**: اولاً محبت کی وجہ سے افضل کہنا تو بڑی بات ہے، افضل مانے بغیر محض محبت کو غالب رکھنا ہی فساد کی جڑ ہے۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمت اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مَنْ قَالَ عَلِیٌّ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنَ الْجَمِیْعِ فَهُوَ رَجُلٌ وَغْلٌ یعنی جس نے کہا کہ مجھے علی سب سے زیادہ پیارے ہیں تو وہ شخص نہایت کمینہ ہے (نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

معروف چشتی بزرگ حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ فرماتے ہیں:

محبت با ایں ہر چہارت نکو — ز تفضیل شیخین کارت نکو
محبت بہر چار گر استوار — ولی فضل شیخین مفرط شمار
ورت فضل شیخین در دل کم ست — بنائی تو در رفض محکم ست

marfat.com

یعنی ان چاروں ہی سے محبت کرنا بھلائی ہے اور شیخین کو فضیلت دینے میں تیرے انجام کی بہتری ہے۔ ان چاروں سے سچی محبت رکھ، لیکن شیخین کی فضیلت زیادہ مان اور اگر تیرے دل میں شیخین سے محبت کم ہے تو سمجھ لے کہ تیری بنیاد رفض میں مضبوط ہوتی چلی جارہی ہے۔

جملہ صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور تمام علماءِ امت کا اسی پر اجماع ہے اور یہی اجماع اگلوں اور پچھلوں کی کتابوں میں لکھا ہوا اور شائع ہوا ہے (سبع سنابل صفحہ ۶۱)۔

آگے فرماتے ہیں: یہاں تک تو تمہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ تفضیلی رافضی اس قسم کی بیہودگیاں بکتے ہیں لیکن ان کے بعض مقتدا یہ کہتے ہیں کہ علی مرتضیٰ ہمارے دادا ہیں اس وجہ سے ہم انہیں تمام خلفاء سے افضل مانتے ہیں اور کسی دوسرے کو ان پر فضیلت نہیں دیتے۔ لیکن میرے بھائی! فضل دینے کی فضیلت ان فضلائے سادات کے ہاتھ میں تو نہیں ہے کہ جسے چاہیں فضل دیں اور ایک کو دوسرے سے افضل جانیں بلکہ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ یہ تو اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے (سبع سنابل صفحہ ۷۸)۔ اس دنیا میں حکم ازلی کے مقابلے پر کون بازی جیت سکتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے تمام نبیوں کی بھی گردنیں جھکی ہوئی ہیں۔ حیدر کا فرزند پھر کیسے اس کے حکم سے باہر ہو سکتا ہے، ہاں مگر یہ وہی ہو سکتا ہے جس کے گمان میں حضرت علی مرتضیٰ خدائے تعالیٰ سے بے نیاز ہو چکے ہوں (سبع سنابل صفحہ ۷۹، ۸۰)۔

یہ کتاب سبع سنابل چشتی سلسلہ کی مایہ ناز کتاب ہے اور تصوف کے موضوع پر دنیا بھر میں چوٹی کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے اور اس کے مصنف خود سادات خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے شیخ حضرت خواجہ فخر الدین والملت قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص حضرت علی ؓ کو اس سبب سے زیادہ محبوب رکھتا ہے کہ آپ پیرانِ پیر ہیں یا اس کے جد امجد ہیں یا ایک شخص ایسا ہے جس کا پیشہ بہادری ہے اور حضرت علی ؓ سے بہادری کی وجہ سے زیادہ محبت رکھتا ہے۔ یہ تمام اقسام محبت رفض کی طرف لے جانے والی ہیں اور ان سے اجتناب کرنا چاہیے (مقابیس المجالس صفحہ ۳۰۲)۔

ثانیاً علماء نے صاف لکھا ہے کہ اگر دین کی وجہ سے محبت ہے تو پھر اس محبت کا افضلیت کی ترتیب پر ہونا لازم ہے اور اگر کسی پر محبت کا ایسا غلبہ ہو کہ وہ بے بس ہو جائے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی زبان کو بند رکھے اور شریعت کی بے ادبی نہ کرے (نبراس صفحہ ۳۰۳)۔

marfat.com

ثالثاً اس قسم کی بھینگی محبت کے دعوے دار اگر تفضیل کا قول نہ بھی کریں تو پھر توازن نہیں رکھ سکتے اور اکثر دیگر صحابہ کے گستاخ ہو جاتے ہیں اور کم از کم حضرت امیر معاویہ ؓ سے تو ضرور ہی بغض رکھتے ہیں۔ آزما کر دیکھ لیجیے، مولا علی کی محبت میں غالی شخص ہمیشہ امیر معاویہ کا دشمن ہوگا۔

رابعاً جس طرح مولا علی ؓ کا بغض ہلاکت ہے اسی طرح بے جا محبت بھی ہلاکت ہے۔ مولا علی خود فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایسی محبت کرنے والے ہلاک ہو جائیں گے جو میری ایسی شان بیان کریں گے جس کا میں حق دار نہیں یُقَرِّظُنِیْ بِمَا لَیْسَ فِیَّ (مسند احمد حدیث رقم: ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۶۱۰۲، السنن الکبریٰ للنسائی حدیث رقم: ۸۴۸۸) یَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ اِلٰی غَیْرِ الْحَقِّ (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۲۷)۔ لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ امت کا اجماعی اور اکثریتی راستہ اختیار کیا جائے وہ راستہ یہی ہے کہ بقول امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ تُفَضِّلُ الشَّیْخَیْنِ وَتُحِبُّ الْخَتَنَیْنِ یعنی ابو بکر اور عمر کو افضل جانو اور عثمان و علی سے محبت رکھو رضی اللہ عنہم۔

خامساً رافضی بھی اسی محبت کا دعویٰ کرتے ہیں اور وہ آپ سے ایک ہی قدم آگے ہیں۔ لہٰذا لفظ محبت استعمال کر کے اللہ اور اللہ کے رسول کو دھوکا نہیں دیا جا سکتا۔ محبت وہی معتبر ہے جو سوادِ اعظم کے فیصلے کے مطابق ہو اور سَیَهْلِکُ فِیَّ رَجُلَانِ کا مصداق نہ ہو۔

سادساً محبت کی وجہ سے افضل ماننا ایک نہایت بے ربط اور بے تکی بات ہے۔ مثلاً ہر شخص کو اپنی ماں سے محبت ہوتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ پوری دنیا کی ماؤں سے افضل ہے۔

سابعاً اگر قرابت داری افضلیت کا معیار ہے تو حضرت امیر حمزہ اور سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما دونوں مولا علی کی نسبت حضور ﷺ کے زیادہ قریب ہیں۔ کہاں چچا اور کہاں چچا کا بیٹا۔ چچا کا بیٹا چچا کی موجودگی میں میراث سے بھی محروم رہتا ہے۔ بلکہ ان سب ہستیوں سے زیادہ قرابت دار سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کو مولا علی سے بھی افضل ماننا پڑے گا اور خلافت کی حق دار بھی آپ ہی کو ماننا پڑے گا۔

ثامناً ہر دور میں علماء و اولیاء علیہم الرضوان نے نبی کریم ﷺ کے قرابت داروں سے محبت فرمائی ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہوں نے تفضیل کا قول نہیں کیا۔ حضرت ابو بکر بن عیاش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اگر میرے گھر میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم اکٹھے تشریف لے آئیں تو میں پہلے حضرت علی ؓ سے پوچھوں گا کہ میرے لیے کیا حکم ہے اس

marfat.com

لیے کہ آپ ﷺ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قرابت دار ہیں۔ لیکن مجھے آسمان سے گر کر مر جانا گوارا ہے مگر علی کو ابو بکر اور عمر سے افضل نہیں کہہ سکتا (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۴۰)۔

سیدنا ابن عمر ﷺ جب روضۂ رسول کریم ﷺ پر حاضری دیتے تو صدیق اکبر ﷺ سے پہلے اپنے والد ماجد سیدنا فاروقِ اعظم ﷺ کو سلام کرتے اور عرض کرتے تھے کہ اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو میں ابو بکر سے پہلے آپ کو ہرگز سلام نہ کرتا (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۲۱۱)۔

## تفضیلیوں کا ساتواں سوال

کتبِ حدیث میں مولا علی ﷺ کے فضائل دیگر تمام صحابہ کی نسبت کثرت سے بیان ہوئے ہیں۔ یہ آپ ﷺ کی افضلیت کا ثبوت ہے۔

**جواب:**۔ ہر کتاب میں یہ صورت حال نہیں ہے۔ صحاح ستہ (چھ کی چھ کتابیں) میں اور حدیث کی اعلیٰ درجے کی کتابوں میں صدیق اکبر ﷺ کے فضائل مولا علی سے بڑھ کر بیان ہوئے ہیں۔ حدیث کی معتبر ترین کتابوں میں صدیقی اور علوی فضائل کی صورت حال اس طرح ہے۔

| | صدیق اکبر کی شان میں احادیث | مولا علی کی شان میں احادیث |
|---|---|---|
| ☆۔ بخاری: | ۲۷ | ۷ |
| ☆۔ مسلم: | ۱۸ | ۱۲ |
| ☆۔ ابوداؤد: | ۱۰ | ۱۳ احادیث میں دیگر صحابہ کے ساتھ ضمنی فضیلت کا بیان |
| ☆۔ ترمذی: | ۳۰ | ۲۵ |
| ☆۔ نسائی مجتبیٰ: | ۱ | ۰ |
| ☆۔ ابنِ ماجہ: | ۹ | ۸ |
| ☆۔ مؤطا امام مالک: | ۰ | ۰ |
| ☆۔ مؤطا امام محمد: | ۴ | ۰ |
| ☆۔ مسندِ امام اعظم: | ۲ مرفوع | ایک مرفوع، ایک موقوف |
| ☆۔ دارمی: | ۰ | ۰ |

حدیث کی قدیم ترین کتب اور صحاح ستہ میں فضائل کا مکمل نقشہ آپ نے دیکھ لیا۔

marfat.com

باقی تمام کتابیں ان سے نچلے درجے کی سمجھی جاتی ہیں۔ان نچلے درجے کی کتابوں کا بھی ہم جائزہ لیں تو عین ممکن ہے یہی صورت حال سامنے آئے۔لیکن اگر ان کتب میں صورت حال اس کے برعکس بھی ہوتو وہ امام اعظم،امام مالک اور امام محمد کی کتب اور صحاح ستہ کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔

ثانیاً علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ بعض کتب میں مولا علی کے فضائل کی تعداد زیادہ لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ خوارج آپ ؓ کے خلاف واویلا کرتے تھے۔لہٰذا بعض علماء نے ان کا منہ بند کرنے کے لیے آپ ؓ کے حق میں احادیث کو کثرت سے بیان فرمایا(صواعق محرقہ صفحہ ۱۲۱، مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۵،ازالۃ الخفاء جلد ۲ صفحہ ۲۶۰)۔شیخ محقق علیہ الرحمہ نے صاف لکھا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فضائل خارجیوں کا مقابلہ کرنے کے لیے بیان کیے گئے ہیں ورنہ خلفاءِ ثلاثہ کے فضائل و مناقب بھی اسی طرح بے شمار ہیں بلکہ مولا علی سے بڑھ کر ہیں(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۶۷۴)۔آج کے دور میں چونکہ روافض کی کارستانیاں بھی اپنے زوروں پر ہیں لہٰذا مولا علی ؓ کے حق میں پرانے علماء کے رویے پر قیاس کرتے ہوئے ہم پر لازم ہے کہ اس زمانے میں خلفاء ثلاثہ کی شان کو کثرت سے بیان کریں اور احادیث کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر منظر پر لائیں۔لیکن سخت ضروری ہے کہ جس طرح مولا علی ؓ کے فضائل بیان کرتے وقت علماء کے دلوں میں شیخین کا بغض نہیں تھا اسی طرح آج شیخین کے فضائل بیان کرتے ہوئے مولا علی ؓ کا بغض بھی نہیں ہونا چاہیے۔اور نہ ہی کوئی بد بخت آدمی شیخین کے فضائل بیان کرنے والوں کو مولا علی کا بغیض سمجھے۔ایسی حرکت وہی کرے گا جو خود رافضی ہوگا اور روافض کا یہی پرانا وطیرہ ہے کہ اہل سنت کو جھٹ سے ناصبی قرار دیتے ہیں۔

ثالثاً مولا علی کے فضائل جو کتب میں مذکور ہیں انکی کیفیت اور قوت شیخین کے فضائل سے بڑھ کر نہیں ہے۔امام اہلِ سنت فرماتے ہیں: بعض فضیلتیں اس درجہ قبول و رضا میں واقع ہوتی ہیں کہ وہ ایک عنداللہ ہزار پر غالب آتی ہے الخ(مطلع القمرین صفحہ ۲۰ قلمی)۔جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ: عمر ایک نیکی ہے ابوبکر کی نیکیوں میں سے(مسندِ ابی یعلی حدیث رقم: ۱۶۰۴)۔دوسری حدیث میں ہے: واللہ ابوبکر کا ایک دن رات عمر کی تمام عمر سے بہتر ہے(مطلع القمرین قلمی صفحہ ۲۰)۔اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے اس کی کئی مثالیں دی ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ: لَوْوُزِنَ اِیْمَانُ اَبِیْ بَکْرٍ بِاِیْمَانِ الْعَالَمِیْنَ لَرَجَحَ

marfat.com

یعنی اگر ابو بکر کا ایمان تمام عالمین کے ایمان کے ساتھ تولا جائے تو بھاری ہے (ابن عدی: ۱۰۱۲، مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِاِسْنَادٍ ضَعِيْفٍ ، وَرَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ حدیث رقم: ۳۶ مَوْقُوْفاً عَلٰى عُمَرَ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ)۔

ماہنامہ دلیل راہ لاہور جس کے مدیر اعلیٰ علامہ سید ریاض حسین شاہ صاحب ہیں۔اس کے شمارہ جنوری، فروری 2010ء کے صفحہ ۴۳ پر الحاج بشیر حسین ناظم کا مضمون خلفائے راشدین اور حضرت سیدنا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے عنوان سے شروع ہوتا ہے۔ جناب ناظم صاحب لکھتے ہیں: اس پر جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشادِ گرامی "اَفْضَلُ الْبَشَرِ بَعْدَ الْاَنْبِيَاءِ اَبُوْ بَكْرٍ "دال ہے جو کسی بھی صحابی کے ہزار ہا مناقب پر بھاری ہے۔اس سے انکار، انکارِ رسول اور انکارِ رسول حصولِ ستر (جہنم) کی جاہلانہ و احمقانہ کوشش۔معاذ اللہ (ماہنامہ دلیل راہ لاہور جنوری، فروری 2010ء صفحہ ۴۳)۔

پیر سید نصیر الدین شاہ صاحب گولڑوی لکھتے ہیں: مجھ ہیچ میرز کے عقیدے کے مطابق اگر میزانِ عقیدہ کے پلڑے میں رسالت مآب ﷺ کے اظہارِ نبوت کے بالکل ابتدائی لمحات میں حضرت صدیق اکبر ؓ کی وہ دو لفظی تصدیق رکھ دی جائے اور دوسرے پلڑے میں اس کے بعد سے قیامت تک کے اہل ایمان جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم، اہل بیت رضی اللہ عنہم، تابعین، اغواث و اقطاب، علماء و فقہاء اور شہدا سب شامل ہیں کے سرمایہ ایمان کو رکھ دیا جائے تو بخدا میرے صدیق اکبر ؓ کا پلڑا بھاری ہوگا (راہ و رسم منزل ہا صفحہ ۲۳۶ مطبوعہ گولڑہ شریف)۔

مولا علی ؓ کے تمام فضائل و خصائص اور انکی عظمت مسلم ہے، ان کا انکار خارجیت ہے، مگر مذکورہ بالا توضیحات کے سامنے مان جایئے کہ صدیق اکبر ؓ کو نبی کریم ﷺ کا امامت کے مصلے پر کھڑا کر دینا ان تمام فضائل پر حاوی ہے۔ اور خود مولا علی ؓ نے اسی ایک فضیلت سے استدلال کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ: جسے رسول اللہ ﷺ نے ہمارا دینی لیڈر بنایا ہے ہم اسے اپنا دنیاوی لیڈر کیوں نہ بنائیں (الصواعق المحرقہ صفحہ ۶۲)۔

رابعاً یہ بھی واضح رہے کہ مولا علی ؓ کے فضائل کو نسبتاً زیادہ بیان کرنے والے بعض علماء پر علمائے حق نے شیعہ ہونے کا الزام بھی دیا ہے جیسے حاکم۔ان متشیعین میں سے بعض نے رجوع بھی کر لیا۔

یہ بات بھی ملحوظِ خاطر رکھنی چاہیے کہ محمد بن سیرین علیہ الرحمہ نے روافض کی من گھڑت

marfat.com

احادیث کے پیشِ نظر فرمایا ہے کہ اِنَّ عَامَّۃَ مَا یُرْوٰی عَنْ عَلِیِّ الْکِذْبُ یعنی مولا علی کی طرف منسوب کر کے روایت کی جانے والی اکثر باتیں جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۷۰۷)۔

## تفضیلیوں کا آٹھواں سوال

اہل بیت اطہار علیہم الرضوان میں سے کسی کو حضور ﷺ نے شانہ بشانہ چلایا، کسی کو شانوں پر بٹھایا۔ صحابہ کرام تو حضور ﷺ کی دست وقدم بوسی کرتے تھے مگر حضور ﷺ خود اہل بیت کو بوسہ دیتے تھے۔ صحابہ کرام حضور سے ہمکلام ہوتے وقت اپنے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان کرتے تھے جبکہ حضور ﷺ نے فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے لیے فرمایا فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ اور بِاَبِیْ ھُمَا وَاُمِّیْ (حاکم، ابنِ حبان، ابنِ ابی شیبہ، طبرانی)۔

ثابت ہوا کہ خلافت ظاہری اور ولایت باطنی ایسی جدا جدا فضیلتیں ہیں کہ حضور ﷺ کے وفادار اور ادب شعار امتی صحابہ کرام علیہم الرضوان اور اہل بیت عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام میں کبھی بھی مقابلہ اور موازنہ کا تصور نہیں کر سکتے (القول الوثیق صفحہ ۴۲، ۴۳)۔

**جواب:**۔ پوری امت نے یہ مقابلہ اور موازنہ کیا ہے اور نتیجہ یہ نکالا ہے کہ شیخین رضی اللہ عنہما کے فضائل اکثریتی اور کلی ہیں اور اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی یہ فضیلتیں جزوی ہیں۔ یہ کوئی ایسا لاینحل مسئلہ نہیں جس کی بنا پر سائل نے پوری امت کو بے وفا اور بے ادب کہہ دیا ہے۔ مثلاً علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: شیخین کی حسنین پر افضلیت پر امت کا اجماع ہے علیہم الرضوان (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔ آگے فرماتے ہیں: حسنین کریمین کا محبوب کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے ہونا ایک مسلّم فضیلت ہے۔ لیکن بعض اوقات مفضول میں ایسی مخصوص شان ہوا کرتی ہے جو فاضل میں نہیں ہوتی۔ ایسی فضیلت سے کثرتِ ثواب مراد نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک خصوصی شرف اور اعزاز ہوتی ہے۔ آپ ﷺ کی اولاد پاک میں ایک ایسا شرف ہے جو شیخین کو حاصل نہیں لیکن شیخین کثرتِ ثواب کے لحاظ سے، مسلمانوں اور اسلام کو نفع پہنچانے کے لحاظ سے، اللہ کا خوف اور تقویٰ سب سے زیادہ رکھنے کے لحاظ سے اپنے سواء ہر کسی سے بلند و بالا ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۹)۔

یہ ایک سیدھی سیدھی بات ہے کہ اس دنیا میں ہر شخص کوئی نہ کوئی ایسی خوبی رکھتا ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی۔ لیکن اس سے مجموعی طور پر افضلیت ثابت نہیں ہوتی۔ صحابہ کرام علیہم

marfat.com

الرضوان میں سے ہر عمرے کے موقع پر ابنِ عمر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے (بخاری حدیث رقم: ۴۲۵۴)۔ سیدنا امیر حمزہ سید الشہداء ہیں (مستدرک حاکم حدیث رقم: ۴۹۴۷)۔ سیدنا جعفر ذو الجناحین ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۷۰۹، ۴۲۶۴)۔ حضرت خالد بن ولید اللہ کی تلوار ہیں (بخاری حدیث رقم: ۴۲۶۲)۔ آپ نے ایک جنگ میں سات تلواریں توڑ دیں (بخاری حدیث رقم: ۴۲۶۵، ۴۲۶۶)۔ حضرت سعد سب سے پہلے تیر انداز ہیں (بخاری حدیث رقم: ۴۳۲۶، ۴۳۲۷)۔ حضرت ابوعبیدہ اَمِیْنُ الْاُمَّۃِ ہیں (بخاری حدیث رقم: ۴۳۸۰)۔ ابنِ عباس حِبْرُ الْاُمَّۃ ہیں (مستدرک حدیث رقم: ۶۳۹۰)۔ فاروقِ اعظم محدثِ امت ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۴۶۹)۔ ابو ہریرہ احادیث کے سب سے بڑے راوی ہیں اور انہیں حافظہ عطا ہوا ہے (بخاری حدیث رقم: ۱۱۸، ۱۱۹)۔ حضرت حذیفہ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۷۶۱)۔ سب لوگ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں جبکہ نبی کریم ﷺ نے حضرت تمیم داری ﷺ سے دجال کا قصہ حَدَّثَنِیْ تَمِیْمُ الدَّارِی فرما کر روایت کیا ہے (مسلم حدیث رقم: ۷۳۸۶)۔ حضرت زید بن حارث واحد صحابی ہیں جن کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہے۔ غور فرمایئے، اگر مولا علی کا اسم گرامی قرآن میں موجود ہوتا تو رافضی اور تفضیلی اسے کہاں پہنچا دیتے۔ سب سے بڑے قاری اُبی بن کعب ہیں، سب سے بڑے میراث کے عالم زید بن ثابت ہیں، حلال حرام کے سب سے بڑے عالم معاذ بن جبل ہیں، سب سے سچے ابوذر ہیں، سب سے بڑے حیاء والے حضرت عثمان ہیں، سب سے بڑے قاضی مولا علی ہیں، لختِ جگر ہونے کا اعزاز سیدۃ النساء اور حسنین کریمین کو حاصل ہے اور یہ اعزاز مولا علی کو بھی حاصل نہیں (رضی اللہ عنہم)۔

غور فرمالیجیے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کی یہ تمام فضیلتیں جدا جدا نوعیت کی فضیلتیں ہیں۔ مگر یہ سب جزوی فضائل پر محمول ہیں اور افضلیتِ شیخین پر اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ پھر مولائے کائنات کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو اگر یہ جزوی فضیلت حاصل ہو بھی تو اس کا مجموعی افضلیت سے موازنہ کیونکر بے ادبی ہو سکتا ہے؟ اس پر پوری امتِ مسلمہ کو بے ادب ہو جانے کی دھمکی دینا محض پرانی رافضیانہ حرکت کے سواء اور کیا ہو سکتا ہے؟۔ جب پوری امت کا ضمیر مطمئن ہے اور پوری امت اہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی ادب شعار ہے تو کسی رافضی کے فتوے کے خوف سے ہمیں سوادِ اعظم کی لائن چھوڑنے کی کیا ضرورت ہے؟

marfat.com

سائل نے سیدۃ النساء اور حسنین کریمین علیہم الرضوان کے حق میں محبوب کریم ﷺ کا فرمان بطور خاصہ نقل کیا ہے کہ میرے ماں باپ ان پر فدا ہوں۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ انہیں بخاری اور مسلم جیسی بلند پایہ کتابوں میں سیدنا زبیر بن عوام اور سیدنا سعد بن ابی وقاص کے حق میں محبوب کریم ﷺ کے یہی الفاظ نظر نہیں آئے۔

آپ ﷺ نے حضرت سعد ؓ سے فرمایا اِرْمِ فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ یعنی تیر چلاؤ تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں (بخاری حدیث رقم: ۲۹۰۵، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۶۱۸۴، مسلم حدیث رقم: ۶۲۳۳، ترمذی حدیث رقم: ۳۷۵۴، ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۲۹)۔ اور حضرت زبیر بن عوام ؓ کے بارے میں فرمایا: فِدَاکَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ (بخاری حدیث رقم: ۳۷۲۰، مسلم حدیث رقم: ۶۲۴۵، ترمذی حدیث رقم: ۳۷۴۳، ابن ماجہ حدیث رقم: ۱۲۳)۔

## تفضیلیوں کا نواں سوال

ابنِ عبدالبر لکھتے ہیں کہ حضرت سلمان، ابوذر، مقداد، خباب، جابر، ابوسعید خدری اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ حضرت علی اپنے علاوہ سب سے افضل ہیں اور آپ سب سے پہلے ایمان لائے تھے۔

**جواب:**۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ افضلیت شیخین پر اجماع، دورِ صحابہ بلکہ دورِ رسالت مآب میں ہی منعقد ہو چکا تھا۔ یہ اجماع اتنا معروف اور فلک شگاف تھا کہ خود نبی کریم ﷺ نے اس اجماع پر اطلاع پائی اور انکار نہیں فرمایا فَیَسْمَعُ ذٰلِکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَلَا یُنْکِرُہٗ۔ اب اچانک 463 ہجری میں وفات پانے والے ابنِ عبدالبر اس روایت کو نکال لائیں جبکہ دائیں بائیں آگے پیچھے ایسی کوئی بات نظر نہ آ رہی ہو تو ایسی روایت کو موضوع یا الحاقی نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ چنانچہ علامہ ابنِ حجر مکی نے صواعقِ محرقہ صفحہ ۵۸ پر، شیخ محقق نے تکمیل الایمان صفحہ ۵۷ پر اور علامہ پرہاروی علیہم الرحمۃ نے مرام الکلام صفحہ ۴۶ پر لکھا ہے کہ یہ روایت غیر معتبر ہے۔ قَالَ الْاَوَّلُ فَھُوَ شَیْءٌ غَرِیْبٌ اِنْفَرَدَ عَنْ غَیْرِہٖ مِمَّنْ ھُوَ اَجَلُّ مِنْہُ حِفْظًا وَ اِطِّلَاعًا فَلَا یُعَوَّلُ عَلَیْہِ وَقَالَ الثَّانِی ایں قول ابن عبد البر مقبول و معتبر نیست زیرا کہ روایت شاذہ کہ مخالف قولِ جمہور افتد معتبر نباشد و جمہور ائمہ دریں باب

marfat.com

اجماع نقل می کنند وَقَالَ الثَّالِثُ عَلَيْهِمُ الرَّحْمَةُ هٰذَا مِمَّا تَفَرَّدَ بِهِ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِ ۔حضرت فاضل بریلوی رحمت اللہ علیہ زبردست تفصیل کے بعد فرماتے ہیں: ابوعمر کی یہ حکایت غریبہ روایۃ معلول اور درایۃً غیر مقبول اور اس کی تسلیم میں حفظ حرمت صحابہ سے عدول اور بر تقدیر ثبوت ظن غالب ملتحق بسرحدِ یقین کہ ان صحابہ کا کلام فضل جزئی پر محمول (مطلع القمرین صفحہ ۸۰ قلمی)۔اہل علم غور فرمائیں اعلیٰ حضرت نے چند لفظوں میں سکے بٹھا دیے ہیں۔

علامہ محب طبری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَهَمَ فِيْ ذٰلِكَ اَبُوْعُمَرَ غَلَطاً ظَاهِراً یعنی ابن عبدالبر سے یہ روایت لکھ ڈالنے میں سخت غلطی ہوئی ہے (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)۔

علماء نے اس بات کو کھول کھول کر بیان فرمایا ہے کہ افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی اور اجماعی ہے، اور اس کے خلاف شیعہ اور اہل بدعت کی پیش کردہ روایات کی کوئی اہمیت نہیں لَا مُبَالَاةَ بِاَقْوَالِ اَهْلِ الشِّيْعِ وَ اَهْلِ الْبِدْعِ (الباعث الحثیث لابن کثیر النوع التاسع والثلاثون: باب معرفۃ الصحابہ صفحہ ۱۲۸، تدریب الراوی جلد ۲ صفحہ ۱۹۶)۔

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اجماع صحابہ کے خلاف پیش کیے جانے والے تمام اقوال کا زبردست رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں: كُلُّ هٰذَا مَرْدُوْدٌ بِمَا تَقَدَّمَ مِنْ حِكَايَةِ اِجْمَاعِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ عَلٰى اَفْضَلِيَّةِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ عَلٰى سَائِرِ الصَّحَابَةِ ثُمَّ عُثْمَانَ ثُمَّ عَلِيٍّ وَهُوَ الْمَذْكُوْرُ فِي الْمَجَامِعِ وَ الْمَشَاهِدِ وَ عَلَى الْمَنَابِرِ الخ یعنی یہ تمام اقوال مردود ہیں، بوجہ صحابہ اور تابعین کے اس اجماع کے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ تمام صحابہ میں ابوبکر اور پھر عمر سب سے افضل ہیں، پھر عثمان پھر علی۔اور یہ مسئلہ مسلمانوں کے مجمع جات میں، مشاہد میں اور منبروں پر بیان ہوتا رہتا ہے۔اسی لیے ہمارے شیخ نے فرمایا کہ جس نے تفضیل عمر کا قول کیا اس کا تمسک واہیات ہے اور جس نے سیدنا عباس کی تفضیل کا قول کیا وہ ناپسندیدہ ہے، ایسے قول کا قائل اہل سنت میں سے نہیں، بلکہ وہ تو اہل ایمان میں سے نہیں لَيْسَ قَائِلُهٗ مِنْ اَهْلِ السُّنَّةِ بَلْ وَ لَا مِنْ اَهْلِ الْاِيْمَانِ (فتح المغیث ۳/۱۲۹)۔

اگر تفضیلیہ کے سینے میں معمولی سا بھی خوف خدا موجود ہو اور اگر مزید کچھ نہیں تو دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يُرِيْبُكَ کی باریکیوں کو ہی سمجھتے ہوں تو امام سخاوی کے مذکور بالا الفاظ

marfat.com

ان کے جگر سے پار ہو جائیں اور وہ اس قسم کے موضوع، انفرادی، مؤول اور مرجوح اقوال کا سہارا لینے سے کان پکڑ کر توبہ کر لیں۔

مزید عبرت نامہ ملاحظہ فرمایئے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ بھانت بھانت کی بولیاں بولنے والوں کو اہل سنت سے خارج قرار دیتے ہوئے ان کے فرقوں کا نام اہل سنت نہیں مانتے بلکہ لکھتے ہیں کہ: تفضیل عمر کا قول کرنے والے فرقے کا نام خطابیہ ہے، تفضیل عمر کا قول کرنے والوں کا نام شیعہ ہے، تفضیل عباس کا قول کرنے والوں کا نام راوندیہ ہے (تدریب الراوی جلد۲/۱۹۶)۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ تفضیلی رافضیوں کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: وہ روایتیں اور وہ مسئلے جو اجماع امت کے مخالف اور مناقض ہیں، سراسر غیر مسموع، ناقابل قبول اور محض غلط ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔

اس کتاب الاستیعاب کے بارے میں بھی کچھ سماعت فرمالیجیے، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَمِنْ اَحْسَنِهَا وَاَكْثَرِهَا فَوَائِدَ "اَلْاِسْتِيْعَابُ" لِابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ لَوْ لَا مَا شَانَهُ بِذِكْرِ مَا شَجَرَ بَيْنَ الصَّحَابَةِ وَحِكَايَتِهِ عَنِ الْاَخْبَارِيِّيْنَ یعنی صحابہ کرام کے بارے میں الاستیعاب بڑی اچھی اور کثیر الفوائد کتاب ہے جو ابن عبدالبر نے لکھی ہے، لیکن کاش اس کتاب میں یہ کمزوری نہ ہوتی کہ صحابہ کی باہمی مشاجرت بیان کرنے میں اور اخباری لوگوں کی باتیں قبول کرنے میں ان سے نامناسبی ہوئی (تقریب النواوی جلد۲ صفحہ ۱۸۴)۔

تقریب النواوی کی مذکورہ بالا عبارت کی شرح میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: وَالْغَالِبُ عَلَيْهِمُ الْاِكْثَارُ وَالتَّخْلِيْطُ فِيْمَا يَرْوُوْنَهُ یعنی اخباری لوگوں سے مراد ایسے لوگ ہیں جن پر اپنی روایات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنا اور خلط ملط کرنا غالب ہے (تدریب الراوی جلد۲ صفحہ ۱۸۵)۔

ابن عبدالبر سے ایک واضح تسامح یہ ہوا ہے کہ انہوں نے سیدنا ابو طفیل ؓ کے بارے میں لکھ دیا ہے کہ وہ سیدنا مرتضیٰ کریم ؓ کو شیخین سے مقدم سمجھتے تھے۔ لیکن اس بات کی تردید ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے فرمادی ہے کہ حضرت ابو طفیل مرتضیٰ کریم کو صرف سیدنا عثمان غنی ؓ سے افضل سمجھتے تھے۔ ان کے زبردست الفاظ پڑھیے: وَلَا يَخْفٰى اَنَّ تَقْدِيْمَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

marfat.com

عَلَى الشَّيْخَيْنِ مُخَالِفٌ لِمَذْهَبِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ عَلٰى مَا عَلَيْهِ جَمِيْعُ السَّلَفِ ، وَاِنَّمَا ذَهَبَ بَعْضُ الْخَلَفِ اِلٰى تَفْضِيْلِ عَلِيٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰى عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمِنْهُمْ اَبُو الطُّفَيْلِ مِنَ الصَّحَابَةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۴)۔اب اس کے بعد ابنِ عبدالبر کی اس قسم کی کسی بات کا اعتبار نہ رہا۔

ثانیاً اگر بالفرض یہ روایت مان بھی لی جائے تو اکثریت اور سوادِ اعظم کا انکار بھی کوئی معمولی آفت نہیں۔ اگر ایسی روایات کو لفٹ کرائی جانے لگی تو ہر موضوع پر علماء کے اتنے زیادہ تفردات ہیں کہ انکی مدد سے اسلام سے الگ ایک مکمل میتھالوجی تیار کی جاسکتی ہے۔ فاضل بریلوی علیہ الرحمہ نے اسکی بعض زبردست مثالیں دی ہیں۔ فرماتے ہیں کہ حدیث مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ کی صحت مختلف فیہ ہے۔ جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے ہیں اور ابوداؤد صاحب سنن اور ابو حاتم رازی وغیرھما اجلہ اکابر محدثین نے اس میں جرح وطعن کیا ہے۔ اگر کوئی شخص انکی جرح کا اعتبار کرتے ہوئے عیاذاً باللہ حضرت مولیٰ کا مولی المسلمین ہونا نہ مانے تو اس پر جتنی ملامت تم کروگے اس سے زیادہ ملامت کے حق دار تم خود ہو۔ بلکہ اگر کوئی عارف بصیر تمہارے سامنے حدیث لَحْمُهُ مِنْ لَحْمِیْ وَدَمُهُ مِنْ دَمِی کی اسناد مظلم وشنیع کی خرابیاں ظاہر کرے گا تم اسکے دشمن ہو جاؤ گے۔ حالانکہ وہ روایت واقعی موضوع ہے جسے کوئی ماہرِ فن قبول نہیں کرسکتا (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۷۵)۔

ثالثاً ہماری بحث اس میں ہے کہ کثرتِ ثواب اور قرب ووجاہت میں کون آگے ہے۔ جبکہ اس روایت میں واضح احتمال اس بات کا ہے کہ اس سے مراد جزوی فضیلت ہو۔ چنانچہ اسی روایت کے اندر یہ الفاظ موجود ہیں کہ اِنَّ عَلِيًّا اَوَّلُ مَنْ اَسْلَمَ یعنی سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ بات سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے پہلے اسلام لانے والی روایات کا اعتبار کرتے ہوئے کہی گئی ہے۔ یہ جواب شیخ محقق، علامہ ابنِ حجر مکی، علامہ پرہاروی اور فاضل بریلوی علیہم الرحمہ نے لکھا ہے۔ اس طرح خرقِ اجماع بھی نہ ہوا اور تطبیق بھی ہوگئی۔

رابعاً بھرے مجمع میں فاروقِ اعظم وغیرہٗ صحابہ نے صدیق اکبر کی افضلیت مطلقہ ثابت کی اور افضلیت ثابت ہو جانے کے بعد انہیں خلافت سونپی گئی۔ اس مجمع میں وہ صحابہ بھی موجود تھے جن کا نام ابنِ عبدالبر نے لیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ ان صحابہ نے اس وقت زبان کیوں نہ کھولی اور حق کا اظہار کیوں نہ فرمایا؟

marfat.com

خامساً ابنِ عبدالبر نے جس طرح یہ روایت لکھ ڈالی ہے اسی طرح اسی کتاب میں یہ بات بھی کہہ دی ہے کہ متاخرین میں بعض صالحین ایسے ہیں کہ اہل بدر و حدیبیہ کے سواء باقی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ ابنِ عبدالبر کی یہ بات بالکل درست نہیں۔ اسی طرح اُس روایت کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

سادساً حضرت ابوسعید خدری ؓ اور حضرت جابر ؓ خود ایسی متعدد احادیث کے راوی ہیں جن میں افضلیتِ صدیق کی تصریح موجود ہے۔ مثلاً حضرت ابوسعید سے بخاری میں لَوْ كُنْتُ مُتَّخِذاً خَلِيْلاً، ترمذی میں وُزَرَایَ مِنْ اَهْلِ الْاَرْضِ فَاَبُوْ بَكْرٍ وَّ عُمَرُ، بخاری اور مسلم میں اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ عَلَيَّ فِيْ مَالِهٖ وَصُحْبَتِهٖ اَبُوْبَكْرٍ، ابنِ ماجہ و طبرانی میں اَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ روایت کی گئی ہیں۔ یہی حدیث سَيِّدَا كُهُوْلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ طبرانی اوسط میں حضرت جابر سے روایت کی گئی ہے اور حضرت جابر ہی سے مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْكُمْ اَفْضَلَ مِنْ اَبِيْ بَكْرٍ طبرانی اور دار قطنی کی العلل جلد ۱۳ صفحہ ۳۸۰ میں روایت کی گئی ہے اور جب یہ دو صحابہ تفضیلِ شیخین کے قائل نکلے تو باقی پانچ کی طرف تفضیلِ مولیٰ کے انتساب کا کیا اعتبار رہ گیا؟

اب ان معتبر ترین کتب کی روایات کا اعتبار کیا جائے یا ایک ابنِ عبدالبر کی بات کو لے کر احادیث کے انبار کو فراموش کر دیا جائے؟

سابعاً اس میں تو آپ کو بھی شک نہ ہوگا کہ ابنِ عبدالبر کی یہ روایت کم از کم شاذ ضرور ہے۔ انہی سات صحابہ میں حضرت ابوذر غفاری بھی شامل ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ قِيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْاِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهٖ یعنی جس نے ایک بالشت بھی جماعت کو چھوڑا اس نے اسلام کی رسی اپنی گردن سے نکال دی (بخاری حدیث رقم: ۷۰۵۴، مسلم حدیث رقم: ۴۷۹۰، مستدرکِ حاکم حدیث رقم: ۴۰۵ وَاللَّفْظُ لَهٗ)۔

پھر کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی حدیث کا راوی خود اپنی روایت کردہ حدیث کے خلاف چلے۔ اور اگر ایسی بات ابنِ عبدالبر کی کتاب میں کہیں لکھ دی گئی ہے تو کم از کم آپ تو ایسی روایت پر اعتماد نہ کریں اور اسلام کی رسی اپنی گردن سے نہ اتاریں۔

ثامناً یہ بھی واضح رہے کہ ابنِ عبدالبر کا اپنا عقیدہ اور اعتماد اس روایت پر نہیں ہے۔ بلکہ وہ خود افضلیتِ شیخین کے قائل ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں کہ وَاَهْلُ السُّنَّةِ الْيَوْمَ عَلٰى مَا ذَكَرْتُ

marfat.com

لَکَ فِیْ تَقْدِیْمِ اَبِیْ بَکْرٍ فِی الْفَضْلِ عَلیٰ عُمَرَ، وَتَقْدِیْمِ عُمَرَ عَلیٰ عُثْمَانَ، وَتَقْدِیْمِ عُثْمَانَ عَلیٰ عَلِیٍّ یعنی آج بھی اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ افضلیت میں ابوبکر عمر سے آگے ہیں، عمر عثمان سے آگے ہیں اور عثمان علی سے آگے ہیں (الاستیعاب لابن عبدالبر صفحہ ۵۳۸)۔

ابو محجن ثقفی کے اشعار یوں نقل کرتے ہیں

وَسُمِّیْتَ صِدِّیْقاً وَکُلُّ مُهَاجِرٍ ۔۔۔ سِوَاکَ یُسَمّٰی بِاسْمِهٖ غَیْرَ مُنْکَرٍ

سَبَقْتَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ شَاهِدٌ ۔۔۔ وَکُنْتَ جَلِیْساً بِالْعَرِیْشِ الْمُشَهَّرِ

وَبِالْغَارِ اِذْ سُمِّیْتَ بِالْغَارِ صَاحِباً ۔۔۔ وَکُنْتَ رَفِیْقاً لِلنَّبِیِّ الْمُطَهَّرِ

ترجمہ:۔ تیرا نام صدیق رکھا گیا ہے جبکہ باقی تمام مہاجرین کو انکے اپنے ہی نام سے یاد کیا جاتا ہے اور اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہ ہوا۔ اللہ گواہ ہے کہ تو نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا اور تو عریش بدر میں نبی کا ہم مجلس تھا۔ اور غار میں بھی حضور کا ساتھی تھا اور تیرا نام یار غار پڑ گیا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۱)۔

غور کیجیے۔ ان اشعار میں سَبَقْتَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ شَاهِدٌ قسم کھا کر کہا جا رہا ہے کہ صدیق اکبر سب سے پہلے اسلام لائے۔ یہ صریح ضد ہے اُس عبارت کی جس میں سات صحابہ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ سب سے پہلے اسلام لائے۔

پھر یہی علامہ ابن عبدالبر اپنی اسی کتاب الاستیعاب میں حکم بن حجل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ ؓ نے فرمایا کہ لَا اَجِدُ اَحَداً فَضَّلَنِیْ عَلیٰ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُهٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ یعنی میں جسے پاؤں گا کہ ابوبکر اور عمر سے افضل کہتا ہے اسے مفتری کی حد لگاؤں گا (الاستیعاب صفحہ ۴۳۴)۔

اب بتایئے ہم آپ کی پیش کردہ مردودِ کائنات روایت کو قبول کریں یا اسی کتاب میں لکھا ہوا مولائے کائنات کا قولِ متواتر تسلیم کریں؟ یہاں ایک اہم نکتے پر غور فرمایئے۔ سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کے اس متواتر اور ثابت شدہ فرمان اور اعلان کے صادر ہو جانے کے بعد کسی شخص پر عملاً اس حد کا جاری ہونا ثابت نہیں ہوا، جس سے واضح ہو گیا کہ اس کے بعد افضلیتِ شیخین کے انکار سے ہر کوئی توبہ کر گیا تھا۔ اس حد کا جاری نہ ہونا اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ الاستیعاب میں مذکور تمام صحابہ کرام میں سے کوئی بھی افضلیتِ شیخین کا منکر نہیں تھا اور یہ روایت موضوع ہے۔

marfat.com

تاسعاً آپ بتایئے، ابنِ عبدالبر کی اس روایت میں افضلیت سے مراد خلافت ظاہری میں افضلیت ہے یا ولایت باطنی میں؟ اگر خلافت ظاہری میں افضلیت مراد ہے تو یہ آپ کے اپنے مؤقف کے خلاف ہے اور اگر ولایت باطنی میں افضلیت مراد ہے تو اس روایت میں ایسی افضلیت پر مطلق افضلیت کا اطلاق موجود ہے اور ہم بھی یہی چیخ رہے ہیں کہ ولایت باطنی میں افضلیت سے مطلق افضلیت لازم آتی ہے اور اسکا قائل تفضیلی ہے۔ اب آپ یا تو مولا علی کی افضلیت سے مراد بھی خلافت ظاہری میں افضلیت لیجیے یا آپکی افضلیت مطلقہ مان کر کھلم کھلا اپنے تفضیلی ہونے کا اعلان کیجیے یا پھر اس روایت کو ہر لحاظ سے ایک معمہ سمجھتے ہوئے اس سے جان چھڑا لیجیے۔

میں نہیں کہتا کہ ایسا کیجیے　　جو لگے آسان ویسا کیجیے

عاشراً صاف اجماعی عقائد کو چھوڑ کر اس قسم کی روایات پر اعتماد کر کے بیٹھ جانا سبیل المومنین سے انحراف ہے۔ حضرت معاذ بن جبل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اِنَّ الشَّیْطٰنَ ذِئْبُ الْاِنْسَانِ کَذِئْبِ الْغَنَمِ یَاْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِیَةَ وَالنَّاحِیَةَ وَاِیَّاکُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَیْکُمْ بِالْجُمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ یعنی شیطان انسان کا بھیڑیا ہے جیسے ایک بھیڑیا بکریوں کا ہوتا ہے۔ وہ اس بکری کو پکڑ لیتا ہے جو شاذ یعنی اکیلی بھاگ جائے یا ریوڑ سے دور ہو جائے یا کنارے کنارے چرتی ہو۔ تنگ راہوں اور گھاٹیوں سے بچ کے رہو۔ اور جماعت و جمہور کا ساتھ مت چھوڑو (مسند احمد جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ حدیث رقم: ۲۲۱۶۸)۔

تفضیلی رافضیوں سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ معراج جسمانی پر اجماع، خلفاءِ اربعہ کی خلافت پر اجماع اور سب شیخین کی ممانعت کے دلائل پر غور فرمایئے۔ جو پھڈے بازی آپ افضلیت شیخین پر اجماع کے خلاف کر رہے ہیں اس سے زیادہ مکاریوں کی گنجائش ان تمام موضوعات میں موجود ہے۔ خصوصاً مولا علی ﷺ کی خلافت پر وہ تمام اعتراضات بدرجہ اولیٰ وارد ہو جائیں گے جنہیں آپ افضلیت شیخین پر وارد کر رہے ہیں۔ بلکہ تفضیلیوں کی روش کے مفاسد حجیت حدیث، حیات مسیح علیہ السلام اور گستاخ رسول کی سزا جیسے مسائل کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیں گے۔ آپ جس طرح تصریحات کے مقابلے پر الٹا چلا رہے ہیں اور محکم کو متشابہ کی طرف لوٹا رہے ہیں، اس طرح متداول دینی کتب سے اعتماد اٹھ جائے گا اور پرویزیوں، غالی رافضیوں اور قادیانیوں کو کھلا راستہ دستیاب ہو جائے گا۔ اور اگر بفرضِ محال افضلیت شیخین کا عقیدہ محض

marfat.com

جمہور کا ہی عقیدہ ہو تو جمہور کے فیصلے کو بھی معمولی چیز نہیں سمجھنا چاہیے، اسکی مخالفت پر بھی مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ کی وعید موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت رحمت اللہ علیہ نے حد کر دی، فرمایا: اگر تفضیلِ شیخین کے خلاف کوئی حدیث صحیح بھی آئے قطعاً واجب التاویل ہے اور اگر بغرضِ باطل صالح تاویل نہ ہو واجب الرد، کہ تفضیلِ شیخین متواتر و اجماعی ہے اور متواتر و اجماع کے مقابل اُحاد ہرگز نہ سنے جائیں گے (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)۔

## تفضیلیوں کا دسواں سوال

جہاں شیخین کی افضلیت بیان ہوئی ہے وہاں اہلِ بیت اطہار مستثنیٰ ہیں۔ اہلِ بیت نبی کریم ﷺ کے جگر کے ٹکڑے اور بضع ہیں۔ اور وہ آپ ﷺ ہی کے حکم میں ہیں۔ حضرت عبداللہ ابن عمر ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت علی اہل بیت میں سے ہیں انہیں دوسرے صحابہ پر قیاس نہیں کیا جاسکتا (الریاض النضرۃ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)۔

**جواب**:۔ یہ حدیث الریاض النضرۃ میں کسی سند اور حوالے کے بغیر منقول ہے۔ اس سے فوراً پہلے یہ لکھا ہے کہ حدیث ابن عمر ثُمَّ نَسْکُتُ کے پیش نظر پہلے تین خلفاء کے بعد سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی افضلیت کا انکار غلط ہے، اور آپ ؓ کے چوتھے نمبر کی افضلیت کا انکار کرنے والے خوارج کی تردید کرتے ہوئے محب طبری نے یہ استثناء بیان کیا ہے۔ گویا اس استثناء کا تعلق خلفائے ثلاثہ کے علاوہ دیگر صحابہ سے ہے، جس کا جی چاہے الریاض النضرۃ کے اصل الفاظ پڑھ کر دیکھ لے عُلِمَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ لَمْ یُرِدْ بِاَحَادِیْثِهِ الْمُتَقَدِّمِ ذِکْرَهَا فِی بَابِ الثَّلَاثَةِ نَفْیَ الْفَضِیْلَةِ عَلِیٍّ بَعْدَ عُثْمَانَ وَیَدُلُّ عَلٰی ذَالِکَ اَنَّهٗ قَدْ جَاءَ فِیْ بَعْضِ طُرُقِ حَدِیْثِهٖ : فَقَالَ رَجُلٌ لِابْنِ عُمَرَ یَا اَبَا عَبْدِالرَّحْمٰنِ ، فَعَلِیٌّ ؟ قَالَ ابْنُ عُمَرَ عَلِیٌّ مِنْ اَهْلِ الْبَیْتِ لَا یُقَاسُ بِهِمْ ۔ یہ ہیں الریاض النضرۃ کے اصل الفاظ۔ روافض کی ہر بات کا جواب انہی کی پیش کردہ عبارت کے آگے یا پیچھے موجود ہوتا ہے۔

اور اس حدیث کے اگلے الفاظ یہ ہیں: فَاطِمَةُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِیْ دَرَجَتِهٖ وَ

marfat.com

عَلِیٌّ مَعَ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ یعنی سیدہ فاطمۃ الزہراء رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہیں اور حضرت علی سیدہ فاطمہ کے ساتھ ہیں (الریاض النضرۃ جلد۲ صفحہ۱۸۰)۔ اگر اس حدیث کو صحیح مانا جائے تو نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے بڑا رتبہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء کا ثابت ہو رہا ہے۔ اس طرح عقیدۂ تفضیل کا توازن بگڑ جائے گا اور یہ بات بالکل حق ہے کہ اجماعی عقائد کے خلاف چلنے والا شخص، تحقیقی توازن تو کجا، اپنا دماغی توازن بھی برقرار نہیں رکھ سکتا۔

ثانیاً اسی الریاض النضرۃ میں کئی احادیث ہیں جو مولا علی کو اس ترتیب میں داخل کر رہی ہیں۔ مثلاً سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ نے فرمایا سب سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان، پھر میں (الریاض النضرۃ جلد۱ صفحہ۵۷)۔ بتایئے، آپ نے اسی کتاب کی دیگر احادیث کو مدِ نظر کیوں نہ رکھا؟۔ احادیث میں چاروں خلفاءِ راشدین کے نام اسی ترتیب سے بیان ہوئے ہیں ابوبکر و عمر و عثمان و علی (الشفاء جلد۲ صفحہ۴۲، الریاض النضرۃ جلد۱ صفحہ۴۷، کنز العمال جلد۱۱ صفحہ۲۹۲ حدیث رقم:۳۳۰۸۹)۔ اسی پر صحابہ کرام اور تابعین کا اجماع ہے کہ سب سے افضل ابوبکر ہیں پھر عمر پھر عثمان پھر علی (فتح الباری جلد۷ صفحہ۱۳)۔

ثالثاً علماء اور صوفیاء نے بھی صاف لکھا ہے کہ اَفْضَلُ الْاَوْلِیَآءِ الْمُحَمَّدِیِّیْنَ بَعْدَ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ ثُمَّ عَلِیٌّ (الیواقیت والجواہر صفحہ۴۳۷، شرح فقہ اکبر صفحہ۶۲، متن عقائد نسفی صفحہ۳، نبراس صفحہ۳۰۳، شرح مقاصد جلد۲ صفحہ۲۹۸)۔ پھر استثنیٰ کہاں رہا؟

رابعاً اگر جگر کے ٹکڑے ہونا استثنیٰ کا سبب ہے تو پھر مولا علی تو جگر کے ٹکڑے (بضع رسول) نہیں بلکہ چچازاد بھائی ہیں۔ ان کا استثنیٰ کس بہانے سے کرو گے؟

خامساً اگر یہی بہانہ ہے تو پھر سیدۃ النساء کو سب سے افضل ہونا چاہیے جن کے بارے میں نص موجود ہے کہ فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ (بخاری حدیث رقم:۳۷۶۷)۔ اب عقیدۂ تفضیل کا تو شیرازہ بکھر گیا۔

سادساً حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کے بارے میں امت کا اجماع موجود ہے کہ ان سے شیخین افضل ہیں (صواعق محرقہ صفحہ۵۹)۔

سابعاً اگر یہی بات تھی تو آپ کو خلافت ظاہری اور ولایت باطنی کی تفریق کا چکر چلانے کی کیا ضرورت پڑی؟ ہر طرح کی افضلیت سے مولا علی کا استثنیٰ کر لیا ہوتا۔

marfat.com

ثامنا خود مولا علی ؓ کے فرمان سے بھی ظاہر ہے کہ آپ اس تفضیل سے مستثنیٰ نہیں۔ چنانچہ آپ کرم اللہ وجہہ الکریم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ مَا اَنَا اِلَّا رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری حدیث رقم: ۳۶۷۱)۔ اور اگر اسے آپ کسرِ نفسی پر محمول کریں تو امام باقر علیہ الرحمہ کیوں فرما رہے ہیں کہ هُوَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ یعنی آپ مومنوں میں سے ایک ہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۴۱)۔

تاسعا اگر یہ بھی منظور نہ ہو تو مزید سنیے۔ آپ ؓ فرماتے ہیں جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا (صواعق محرقہ صفحہ ۶۰)۔ اب بتایئے یہ کیسی کسرِ نفسی ہے کہ سچ بولنے پر اگلے کا کباڑا کر دیا جائے۔

عاشرا آپ ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے مرتبے اور ابوبکر کے مرتبے کو خوب سمجھ کر فیصلہ دیا اور ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا (صواعق محرقہ صفحہ ۶۲)۔ نیز فرمایا کہ اللہ نے ابوبکر کو ہم سے بہتر سمجھا تو اسے ہم پر ولایت دے دی (مستدرک حدیث رقم: ۴۷۵۶)۔ لہٰذا استثنیٰ والے بہانے کے پرخچے اڑ گئے۔

اگر استثنیٰ کی حقیقت سمجھنا ہی چاہتے ہو تو سنو، سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے جو فضائل آپ کے اپنے دور میں بیان ہوئے ہیں خواہ آپ نے خود بیان فرمائے ہوں یا آپ کے شاگردوں نے ان کا تعلق آپ کے زمانے اور مابعد سے ہے اور ان سے خلفاءِ ثلاثہ اور خصوصاً شیخین مستثنیٰ ہیں۔

اب ذرا یہ بھی واضح فرما دیجیے کہ آپ کے نزدیک اہل بیت میں کون کون شامل ہیں۔ کیا آپ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اہل بیت میں شامل کرنا پسند فرماتے ہیں کہ نہیں، جن کا اہل بیت ہونا قرآن کی نص سے ثابت ہے۔ اور کیا ان کا استثنیٰ بھی آپ کو گوارا ہے یا یہ آپ کے استثنیٰ میں سے مستثنیٰ ہیں؟ اگر آپ ازواجِ مطہرات کو بھی مستثنیٰ قرار دیں تو پھر تمام ازواجِ مطہرات کی جمیع امت پر افضلیت لازم آئے گی اور اگر آپ انہیں اہل بیت میں شمار نہ کریں تو رافضیت لازم آئے گی۔

دو گونہ رنج و عذاب است جانِ مجنوں را
بلائے صحبتِ لیلیٰ و بلائے فرقتِ لیلیٰ

اب یہ بھی سن لیجیے کہ استثنیٰ والا عقیدہ کن لوگوں کا ہے۔ حضرت علامہ عبد الواحد

marfat.com

سیوستانی رحمت اللہ علیہ لکھتے ہیں: اَفْضَلِیَّۃُ اَھْلِ الْبَیْتِ وَاَخَصِّیَّتُھُمْ مِنْ جَمِیْعِ الْاَصْحَابِ حَتّٰی الْخُلَفَآءَ ھُوَ قَوْلُ الرَّافِضَۃِ یعنی اہلِ بیت کو افضل سمجھنا اور انہیں صحابہ میں سے خاص کر لینا حتیٰ کہ خلفاء سے بھی خاص کر لینا یہ قول رافضیوں کا ہے (رسائل سیوستانی صفحہ ۱۳۶)۔

## تفضیلیوں کا گیارہواں سوال

صواعق محرقہ میں بعض علماء کے حوالے سے لکھا ہے کہ اَبُوْبَکْرٍ خَیْرٌ وَ عَلِیٌّ اَفْضَلُ یعنی ابوبکر خیر ہیں اور علی افضل ہیں۔

**جواب**:۔ اولاً یہ فرمایئے کہ یہ کون سے علماء نے لکھا ہے؟ ان علماء کے نام لیجیے اور ان کی کتابوں کے حوالے دیجیے۔

ثانیاً یہ قول ابنِ حجر مکی نے تردید کرنے کی غرض سے لکھا ہے۔ اور آپ نے مردود کو اختیار کر لیا ہے اور اس کی تردید کو ہڑپ کر لیا ہے حَفِظْتَ شَیْئاً وَ غَابَتْ عَنْکَ اَشْیَآءَ۔ آپ نے یہ دھاندلی کیوں فرمائی؟

ثالثاً ابن حجر نے یہ قول اس طرح لکھا ہے کہ: حَکَاہُ الْخَطَابِیُّ عَنْ بَعْضِ مَشَائِخِہٖ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ اَبُوْبَکْرٍ خَیْرٌ وَ عَلِیٌّ اَفْضَلُ یعنی خطابی نے اپنے کسی استاد سے حکایت کیا ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ ابوبکر خیر ہیں اور علی افضل (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔ اب بتایئے یہ قول کتنا لاغر ہے اور کیسے بے جان طریقے سے اس کو نقل کیا گیا ہے۔ خطابی نے حکایت کیا۔ وہ بھی اپنے کسی استاد سے۔ خدا جانے وہ استاد کون تھا اور اس کا کیا مذہب تھا؟ پھر ''وہ کہا کرتا تھا'' ان ساری باتوں پر غور فرمایئے۔ اس قول کا ہر ہر لفظ اپاہج ہے۔

رابعاً اسی ابن حجر مکی علیہ الرحمہ نے اسی سطر میں اس کا جواب بھی لکھا ہے۔ وہ جواب آپ نے کیوں ہضم کر لیا؟ انہوں نے لکھا ہے کہ یہ قول ہفوات میں سے ہے۔ یعنی گری ہوئی بات ہے۔ اس لیے کہ خیر کا معنی افضل ہی ہوتا ہے (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔

خامساً اگر صدیق اکبر کا بعض وجوہ سے خیر ہونا اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کا بعض دوسری وجوہ سے افضل ہونا مراد ہے تو یہ ایسی چیز ہے جو صرف صدیق اور مرتضیٰ کے درمیان نہیں پائی جاتی بلکہ تمام صحابہ کے درمیان پائی جاتی ہے اور تقریباً ہر صحابی میں ایسے خصوصی فضائل موجود

marfat.com

ہیں جو دوسروں میں نہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔

سادساً اگر خطابی کے استاد کی مراد یہ ہے کہ صدیق اکبر مطلقاً افضل ہیں اور مولا علی رضی اللہ عنہما میں جزوی خصائص موجود ہیں تو یہ بات درست ہے۔اس میں کلام ہی کسے ہے؟ ورنہ خطابی کا قول انتہائی گرا ہوا ہے اور سمجھ سے باہر ہے وَ اِلَّا فَکَلَامُہٗ فِیْ غَایَۃِ السَّخَافَتِ الخ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔اب بتایئے آپ کے پلے کیا بچا اور آپ کس منہ سے اس قول کا سہارا لے سکتے ہیں۔

سابعاً وَاللّٰہُ خَیْرُ الرَّازِقِیْنَ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کو خیر کہا گیا ہے۔کیا اللہ تعالیٰ خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ نبی کریم ﷺ خیر الانام ہیں۔کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ حضور خیر ہیں افضل نہیں؟ خصوصاً جب کہ احادیث میں لَا تُفَضِّلُوْنِیْ عَلٰی مُوْسٰی جیسے الفاظ موجود ہیں۔

ثامناً کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ میں اس امت کو خیر کہا گیا ہے۔بتایئے کیا یہ امت خیر ہے اور افضل کوئی اور ہے؟ خصوصاً جب کہ بنی اسرائیل کے حق میں فَضَّلْتُکُمْ عَلَی الْعَالَمِیْنَ کے الفاظ موجود ہیں۔نیز چاروں خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے لیے ھُمْ خَیْرُ اَصْحَابِی کے الفاظ ہم نقل کر چکے ہیں۔اس حدیث میں مولا علی سمیت چاروں خلفاء کو خیر کہا گیا ہے۔فرمایئے کیا یہ چاروں خیر ہیں اور افضل کوئی اور ہے؟

تاسعاً احادیث میں کُنَّا نُخَیِّرُ کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، اَفْضَلُ اُمَّۃِ النَّبِیِّ کے الفاظ بھی ہیں (ابوداؤد)، کُنَّا لَا نَعْدِلُ کے الفاظ بھی ہیں (بخاری)، سَیِّدُ الْکُھُوْلِ کے الفاظ بھی ہیں (ترمذی)، حضرت فاروق اعظم ؓ کے فرمائے ہوئے سیدنا کے الفاظ بھی ہیں (بخاری، ترمذی، مستدرک) اور خود مولا علی ؓ لَا اَجِدُ اَحَدً فَضَّلَنِیْ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ اِلَّا جَلَدْتُہٗ حَدَّ الْمُفْتَرِیْ میں اپنے افضل ہونے کی نفی فرما رہے ہیں (صواعق محرقہ)۔فرمایئے ان مختلف قسم کے الفاظ خصوصاً افضلیت کے لفظ کا آپ کے پاس کیا علاج ہے؟ آپ جو چکر بھی چلائیں گے احادیث کے مختلف الفاظ آپ کا راستہ روک کر کھڑے ہوں گے۔

عاشراً پوری امت کا اجماع نقل کرتے وقت علماء نے افضل کا لفظ استعمال کیا ہے (عقائد نسفی متن صفحہ ۳، نووی جلد ۲ صفحہ ۲۷۲، ازالۃ الخفاء جلد ۱ صفحہ ۳۶۱، مطلع القمرین صفحہ ۶۷ وغیرہ)۔امام اعظم ابوحنیفہ ؓ فرماتے ہیں کہ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

marfat.com

وَعَلٰی آلِہٖ وَسَلَّمَ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ ﷺ اور ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ فَھُوَ اَفْضَلُ الْاَوْلِیَآءِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ وَقَدْ حُکِیَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی ذٰلِکَ وَلَا عِبْرَۃَ بِمُخَالَفَۃِ الرَّوَافِضِ ھُنَالِکَ یعنی صدیق اکبر تمام اولیاء اولین وآخرین میں سے افضل ہیں اور اس پر امت کا اجماع ہے اور یہاں رافضیوں کی مخالفت کی کوئی اوقات نہیں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

اب فرمایئے یہاں صدیق کو افضل کہا گیا ہے نہ کہ خیر، اس پر امت کا اجماع بھی نقل کیا گیا ہے اور افضلیت بھی ولایت میں مانی گئی ہے نہ کہ صرف خلافت ظاہری میں۔

اسی طرح صدیق اکبر ﷺ کے خیر ہونے پر بھی امت کا اجماع ہے (مرقاۃ جلد ۱۱ صفحہ ۳۳۴)۔ واضح ہو گیا کہ پوری امت نے افضل اور خیر میں کوئی فرق نہیں کیا اور صدیق اکبر کی افضلیت کے لیے دونوں لفظ استعمال کیے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے ایک عنوان قائم کیا ہے جس کا نام ہے "فَصْلٌ فِیْ اَنَّہٗ اَفْضَلُ الصَّحَابَۃِ وَخَیْرُھُم" یعنی ابوبکر کا تمام صحابہ سے افضل اور خیر ہونا (تاریخ الخلفاء صفحہ ۳۷)۔ اس عنوان نے افضل اور خیر کا فرق مٹا کر تفضیلیوں کے ہاتھ پر رکھ دیا ہے۔ علامہ محب طبری نے بھی "اِخْتِصَاصُہٗ بِالْاَفْضَلِیَّۃِ وَالْخَیْرِیَّۃِ" کا باب باندھا ہے (الریاض النضرۃ جلد ۱ صفحہ ۱۳۶)۔

تفضیلیوں کا طرزِ تحقیق بالکل قادیانیوں جیسا ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کا نزول ختم نبوت کے منافی نہیں۔ اس لیے کہ انہیں نبوت پہلے مل چکی ہے۔ قادیانیوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کو ختم نبوت کے منافی مان لیا ہے اور علماء نے جو اس اشکال کا جواب لکھا ہے اسے فراموش کر دیا ہے۔ اب فرمایئے آپ کا طرزِ استدلال کن لوگوں جیسا ہے؟ اگر ضمیر زندہ ہے تو اس سے پوچھ کر جواب دیجیے کہ قرآن وسنت اور اجماع کی تصریحات کی موجودگی میں اس قسم کی قطع وبرید کسی مخلص انسان کو زیب دیتی ہے؟

قادیانیوں کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ جب انہیں حیاتِ مسیح اور ختم نبوت پر اجماع

marfat.com

دکھایا جائے تو یہ لوگ سرسید جیسے کسی آدمی کا مردود یا مرجوح قول اجماع کے خلاف دکھا کر کہنے لگتے ہیں کہ جب فلاں شخص کو اس سے اختلاف ہے تو اجماع کہاں رہا؟ تفضیلی بھی خرقِ اجماع کے لیے قادیانیوں کی طرح مردود اور شاذ اقوال کا سہارا لے رہے ہیں فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولی الْاَبْصَارِ۔

## تفضیلیوں کا بارہواں سوال

جس طرح نبی کریم ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور تمام انبیاء سے افضل ہیں اسی طرح حضرت علی المرتضیٰ خاتم الخلفاء ہیں اور تمام خلفاء سے افضل ہیں۔

**جواب**:۔ یہ کس کا فرمان ہے، ذرا حوالہ دیجیے۔

ثانیاً یہ قیاس درست نہیں۔ ختم نبوت کا مسئلہ نص قطعی سے ثابت ہے اور اس کا انکار کفر ہے اور خلافت کو اس پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

ثالثاً سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کون سے خلفاء کے خاتم ہیں؟ سیاسی یا روحانی؟ اور اس خاتمیت سے ان کی افضلیت ظاہری ثابت ہوگی یا باطنی؟ ذرا اپنے باطنی نظریے کو مدِ نظر رکھ کر جواب دینا۔

رابعاً اگر آپ ﷺ خاتم الخلفاء ہیں تو حدیث میں تو بارہ خلفاء کا ذکر ہے، چوتھے خلیفہ خاتم کیسے بن گئے؟

خامساً اگر آپ خاتم الخلفاء بمعنی خاتم الاولیاء لیں تو پھر پہلے تینوں خلفاء کو بھی اولیاء ماننا پڑے گا نہ کہ محض سیاست دان۔ نیز سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کے بعد ولایت کا دروازہ بند سمجھنا پڑے گا۔

سادساً اگر خاتم الخلفاء بمعنی افضل الخلفاء ہے تو پھر نبی کریم ﷺ کو بھی خاتم الانبیاء بمعنی افضل الانبیاء کہو گے تو اس طرح قادیانیت اور نانوتویت لازم آئے گی۔

سابعاً جب ہم حق چار یار کا نعرہ لگاتے ہیں تو اس وقت آپ لوگوں کو پانچویں خلیفہ راشد سیدنا امام حسن علیٰ جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام یاد آ جاتے ہیں تا کہ کسی بہانے چار کا عدد ٹوٹ سکے، تو اب آپ نے خود سیدنا امام حسن کے ہوتے ہوئے مولا علی کو خاتم الخلفاء کیسے کہہ دیا یہ لقب

marfat.com

امام حسن کو دے کر انہیں مولا علی سے افضل مان لیجیے۔

## تفضیلیوں کا تیرہواں سوال

امت کا اختلاف رحمت ہے اور اختلافی مسائل میں وسعتِ قلبی کا مظاہرہ کرنا چاہیے تفضیل کے موضوع پر قلم اٹھانا تشدد ہے۔

**جواب**:۔ رحمت والے اختلاف کا تعلق فروعی مسائل سے ہے۔ اصولی مسائل سے نہیں۔ ہمیں افسوس ہے کہ اس قسم کی باتیں جن لوگوں کو رٹا دی گئی ہیں ان بے چاروں کو اتنا بھی پتہ نہیں کہ کونسا مسئلہ فروعی ہے اور کونسا اصولی ہے۔ ایسے لوگوں کو سمجھانے کا کامیاب طریقہ یہ ہے کہ انہیں قرآن کی وہ آیات یاد دلائی جائیں جن میں کسی کو مشرک، کسی کو کافر، کسی کو منافق، کسی کو فاسق، کسی کو شیطان اور کسی کو جہنمی کہا گیا ہے۔ اب یہ خود بولیں گے کہ وہ لوگ تو اسلام کے قطعی اصولوں سے ٹکر لیتے تھے۔ ہم بھی یہی عرض کر رہے ہیں کہ تفضیل کا مسئلہ اصولی مسئلہ ہے اسکا تعلق فروعی احکام اور سجدہ سہو، مائے مستعمل، گھڑی کے چین اور لاؤڈ سپیکر پر امامت جیسے فروعی مسائل سے نہیں بلکہ اسکا تعلق عقائد سے ہے۔ تفضیلی عقیدے والا آدمی اہلسنت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اہلسنت وہ تہتر واں فرقہ ہے جسے نبی کریم ﷺ نے جنتی قرار دیا ہے مَا اَنَا عَلَیْهِ وَاَصْحَابِی۔ اور آپ اس کتاب میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا فیصلہ (مَا اَنَا عَلَیْهِ) کیا ہے۔ اور صحابہ کرام (وَاَصْحَابِی) کا فیصلہ کیا ہے۔ باقی تمام فرقوں کو ہم نے اپنی جیب سے کاغذ نکال کر غلط نہیں کہا۔ بلکہ جناب محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء نے انہیں اپنی زبانِ حق ترجمان سے جہنمی قرار دیا ہے (کُلُّهُمْ فِی النَّارِ ترمذی حدیث رقم: ۲۶۴۱، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۱۷۱)۔ بتایئے کیا نبی کریم ﷺ نے ان سب کو جہنمی قرار دے کر معاذ اللہ تشدد سے کام لیا ہے؟

ثانیاً محبوبِ کریم ﷺ نے قدریہ کو جہنم کے کتے قرار دیا ہے۔ روافض کے بارے میں فرمایا کہ اسلام سے نکل چکے ہوں گے (مسند احمد جلد ۱ صفحہ ۱۲۸ حدیث رقم: ۸۱۱)۔

ثالثاً خوارج کے بارے میں فرمایا کہ مبارک ہو اسے جس نے ان سے جنگ لڑی اور انہیں مارا اور ان کے ہاتھوں مرا۔

ذرا سنبھل کر جواب دیجیے، کیا یہ سب باتیں تشدد ہیں؟ کہاں گیا آپ کا اختلافِ

marfat.com

امت کا سہارا لینا اور کہا گیا آپ کا وسعتِ قلبی کا مظاہرہ اور کہاں گیا آپ کا تشدد کا فتویٰ؟

میرے محترم! دوسروں کو نادان اور بے مصلحت سمجھنا چھوڑ دیجیے۔ اللہ کریم کی عظمت کی قسم ہم نے فروعی مسائل میں اور بڑے بڑے پیچیدہ مسائل میں کئی علماء سے خفیہ رابطے کیے اور انہیں حق کی طرف توجہ دلائی۔ ان میں سے بہت سے علماء مان بھی گئے اور عوام کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔

خوش قسمت ہے وہ انسان جسے سمجھانے والا کوئی ہو۔ اور بد قسمت ہے وہ شخص جسے سمجھانے والا کوئی نہ ہو۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

رابعاً یاد رکھیے کہ غلط کو غلط کہنا علماء پر واجب ہوتا ہے۔ صرف مثبت انداز کا ڈھول پیٹنے والے آدھی تبلیغ کے منکر ہیں۔ دین کی چکی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دونوں پر گھومتی ہے۔ امر بالمعروف مثبت تعلیم ہے اور نہی عن المنکر باطل کی تردید کا نام ہے۔ ہر زمانے کی باطل قوتوں کو امر بالمعروف پر کوئی خاص اعتراض نہیں رہا۔ زیادہ تر فساد نہی عن المنکر پر ہوا ہے۔

خامساً نبی کریم ﷺ نے ایک صحابی کو دیکھا وہ صدیق اکبر ؓ سے آگے آگے چل رہے تھے۔ آپ نے انہیں منع کیا اور فرمایا تم ایسے شخص کے آگے چل رہے ہو جس سے بہتر شخص سورج نے نہیں دیکھا۔ بتایئے نبی کریم ﷺ نے اتنی سی بات پر اتنا سخت نوٹس کیوں لیا۔

سادساً مولا علی ؓ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ابوبکر اور عمر سے افضل کہا میں اسے اسی کوڑے ماروں گا۔ بتایئے یہ نرمی ہے یا سختی؟

سابعاً حضرت امام ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے شیخین سے سیدنا علی المرتضیٰ کو افضل کہا میں نہیں سمجھتا کہ اس کا کوئی عمل قابل قبول ہے۔ بتایئے یہ نرمی ہے یا سختی؟

ثامناً علماء امت نے تفضیلیوں کو اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے، ان کی نمازِ جنازہ تک ناجائز لکھی ہے، حتیٰ کہ حضرت شاہ ولی اللہ، شاہ عبدالعزیز، حضرت میر عبدالواحد اور فاضل بریلوی علیہم الرحمہ نے ان کے رد میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ جن کا تفصیلی بیان آپ اس کتاب میں پڑھ کر آ رہے ہیں۔ اب بتایئے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟

علامہ ابنِ حجر مکی علیہ الرحمۃ نے تفضیلیوں کو نُصْلِهٖ جَهَنَّم والی آیت پڑھ کر وعید سنائی ہے (صواعق صفحہ ۵۹)۔ بتایئے کیا یہ نرمی ہے یا سختی؟۔ حضرت میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ نے

marfat.com

تفضیلیوں کا رد کرتے ہوئے لکھا ہے کہ صحابہ کا اجماع دین کی بنیاد، روشنیوں کا مطلع اور یقین کی کنجی ہے۔ جو شخص اس اجماع کا انکار کرتا ہے اس سے خدا اور مصطفیٰ جل وعلیٰ وصلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے۔ اس کی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جا سکتا اس لیے کہ ان اصحاب باصفا کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے تو جس کا راستہ سنت کے خلاف ہے اس کی گردن میں لعنتوں کے طوق ہیں (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔ بتایئے یہ نرمی ہے یا سختی؟

تاسعاً علامہ تفتازانی نے کہیں لکھ دیا تھا کہ کثرتِ ثواب کے لحاظ سے حضرت عثمان غنی اور مولا علی میں توقف درست ہے جب کہ دیگر کمالات کے لحاظ سے عثمانِ غنی کی نسبت علی المرتضیٰ افضل ہیں۔ علماء نے اس عبارت کا نوٹس لیتے ہوئے فرمایا کہ اس میں رافضیت کی بدبو آ رہی ہے۔ مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے مکتوبات جلد ا مکتوب نمبر ۲۶۶ میں اس پر سخت گرفت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ مولانا سعد الدین تفتازانی نے اس افضلیت کے حق میں جو کچھ انصاف سمجھا ہے وہ انصاف سے دور ہے اور وہ تردید جو اس نے کی ہے وہ سراسر لاحاصل ہے۔ اب فرمایئے صرف اتنی سی بات اور وہ بھی صرف عثمانِ غنی کے بارے میں کہی جائے تو علماء اس کے لیے صرف تفضیل ہی نہیں بلکہ رافضیت کا لفظ استعمال کریں تو کیا یہ سختی ہے یا نرمی؟ اور اگر اس سے بھی بڑھ کر کوئی بد عقیدہ شخص مولا علی کو شیخین پر افضلیت دے تو وہ اس سے بھی سخت فتویٰ کا حقدار ہوگا کہ نہیں؟ رضی اللہ تعالیٰ عن جمیع اصحاب سیدنا و مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

افضلیت کی ترتیب میں گڑبڑ کرنا تو دور کی بات ہے، محض چاروں خلفاء کو برابر کہنا اور اس مسئلہ پر توقف کرنا بھی سخت قبیح اور مسلک اہل سنت سے انحراف ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلے میں توقف کی گنجائش تب ہو کہ اس افضلیت کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے کوئی تصریح موجود نہ ہو، اور جب صاحبِ شریعت ﷺ کی طرف سے وضاحت آ چکی ہے تو پھر توقف کیوں کریں؟

آگے لکھتے ہیں وآں کہ ہمہ را برابر داند و فضل یکے بعد دیگرے فضولی انگارد بوالفضول است بوالفضول کہ اجماع اہلِ حق را فضولی داند یعنی جو شخص سب کو برابر سمجھتا ہے اور ایک دوسرے پر فضیلت دینے کو فضول خیال کرتا ہے وہ خود بوالفضول ہے، عجب بوالفضول ہے کہ اہل حق کو فضول سمجھتا

marfat.com

ہے( مکتوباتِ امام ربانی دفتر اول مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

عاشراً باطل کی تردید کرتے وقت حسبِ موقع سختی یا نرمی اختیار کرنا درست ہے لیکن باطل کے مقابلے پر چپ سادھ لینا اور باطل کو باطل ہی نہ کہنا بے جا نرمی اور دینی غیرت کا فقدان ہے۔ اس قسم کی باتیں کرنے والے لوگ اعتدال کا ڈھول بجا کر اپنے باطل نظریات کو پروان چڑھانے کے لیے راستہ ہموار کرتے ہیں۔ اب یہ کچھ بھی ہانک دیں وہ محض تحقیق کہلائے گا اور جو ان کی تردید کرے گا اسے متشدد کہہ دیں گے۔

دوسروں کو وسعتِ قلبی کا درس دینے والے لوگ نبی کریم، صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان میں گستاخیاں بکنے والوں کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتے ہیں اور انکی بدتمیزی کو وسعتِ قلبی سے برداشت کرتے ہیں مگر جب انکے اپنے کسی مرغوب قائد پر کوئی شخص گرفت کرے تو اسکی شان میں یہ گستاخی ان سے ہرگز برداشت نہیں ہوتی۔ آخر جس کا ضمیر زندہ ہے اسکے پاس اس بات کا کیا جواب ہے؟

## تفضیلیوں کا چودھواں سوال

معمر کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت علی کو ابو بکر و عمر سے افضل کہے تو میں اس پر سختی نہیں کرتا بشرطیکہ شیخین سے محبت رکھے، وکیع نے اس بات کو پسند کیا (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔

**جواب**:۔ نبی کریم ﷺ ایسی حرکت کرنے والے کا نوٹس لیتے ہیں اور بار بار فرما رہے ہیں کہ ابو بکر و عمر سب سے افضل ہیں۔ حتیٰ کہ کسی کو ابو بکر صدیق سے آگے چلنے بھی نہیں دیتے۔ فرمایئے ہم محبوب کریم ﷺ کی بات مانیں یا معمر کی؟ ثانیاً خود مولا علی رضی اللہ عنہ اس حرکت پر اتنی سختی کرتے ہیں کہ جو آپ کو ابو بکر و عمر سے افضل کہے اسے اَسی (۸۰) کوڑے مارتے ہیں، فرمایئے ہم مولا علی کی زبردست سختی کو مانیں یا معمر کی نرمی کو؟ ثالثاً پوری امت کا اجماع اور پوری امت کی اس موضوع پر سختی ہم اس کتاب میں ان گنت مرتبہ لکھ چکے ہیں۔ آپکو اجماع کے مقابلے پر ایک شاذ، متروک اور مردود قول کیوں پسند آیا؟ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کی آپ نے پرواہ کیوں نہ کی اور اِیَّاکُمْ وَالشُّعَابَ وَ عَلَیْکُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ سے کیوں بے پرواہ ہو گئے؟ رابعاً ہم لکھ چکے ہیں کہ ایک آدھ قول ہر اوٹ پٹانگ بات کے حق میں آسانی سے دستیاب ہے۔ مثلاً ایک قول یہ ہے کہ حضرت آدم نبی نہیں۔ ایک

marfat.com

قول یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ تمام انبیاء سے افضل نہیں۔ایک قول یہ ہے کہ یزید کو رحمت اللہ علیہ کہنا جائز ہے اور اگر کوئی یزید کو رحمت اللہ علیہ کہے تو امام غزالی علیہ الرحمہ اس پر کوئی سختی نہیں کرتے۔فرمایئے اگر آپ کو یزیدی ہونا پسند ہے تو پھر معمر کے قول لَا اَعْنُفُہٗ کو بھی قابو کر لیجیے ورنہ اس خطرناک وادی میں پاؤں رکھنے سے بچ جایئے۔خلاصہ یہ قول بنیادی طور پر محدث عبدالرزاق سے لیا گیا ہے ذَکَرَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَر (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔دنیا جانتی ہے کہ عبدالرزاق متشیع تھے اور ایسے موضوع پر ان کی روایت کو قبول کرنے میں احتیاط کرنی چاہیے۔پھر اس قول سے الاستیعاب کے مصنف ابوعمر نے سیدنا صدیق اکبر کی افضلیت ثابت کی ہے۔چنانچہ اس کے فوراً بعد لکھتے ہیں کہ :یَدُلُّ عَلیٰ اَنَّ اَبَا بَکْرٍ ﷺ اَفْضَلُ مِنْ عُمَرَ ﷺ۔یعنی اس قول سے ثابت ہوا کہ ابوبکر افضل ہیں عمر سے رضی اللہ عنہما (الاستیعاب صفحہ ۵۵۴)۔سختی نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ افضل تو صدیق ہی ہیں لیکن معمر اس افضلیت کے منکر کو کافر نہیں کہتے تھے یا اس پر حد نہیں لگاتے تھے لیکن اس کے گمراہ اور بدعتی ہونے میں انہیں کوئی شک نہیں تھا۔سادساً یہی قول نقل کرنے کے بعد صواعق محرقہ میں لکھا ہے کہ معمر کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ ظنی ہے قطعی نہیں (صواعق محرقہ صفحہ ۵۸)۔علامہ ابن حجر مکی نے اس قول سے ثابت کیا ہے کہ تفضیل شیخین کا انکار کفر نہیں۔یہ بات ہمیں معتبر نہیں۔سابعاً علامہ پرہاروی علیہ الرحمہ نے مرام الکلام میں معمر کا یہی قول تردید کی غرض سے نقل کیا ہے۔آپ نے اس قول کو لے لیا ہے اور اسکی تردید ہڑپ کر گئے ہیں۔وہ فرماتے ہیں کہ وَیَرُدُّ عَلَیْہِ تَعْنِیْفُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ مَنْ فَضَّلَہٗ عَلَیْھِمَا یعنی حضرت علی ﷺ کا تفضیلیوں پر سختی کرنا اور انہیں کوڑے مارنا معمر کے قول کو رد کر رہا ہے (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔یہاں پھر تفضیلیوں کا طرز استدلال قادیانیوں جیسا ہے کہ مردود کو پکڑ لیا اور تردید کو ہضم کر گئے۔ثامناً اب ذرا وکیع کے بارے میں بھی سن لیجیے جس نے معمر کا قول پسند کیا۔وکیع نے یہ من گھڑت روایت بیان کی کہ نبی کریم ﷺ کو دفن کرنے میں دیر کی گئی تو آپ ﷺ کا جسم مبارک عام میتوں کی طرح متاثر ہو گیا۔مکہ شریف کے مفتی عبدالمجید بن رواد نے اس کے قتل کا فتویٰ دیا۔اس وقت کے حاکم عثمانی نے اسے سولی پر چڑھانے کا پروگرام بنایا مگر کسی کی سفارش کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا۔پھر حاکم اسے چھوڑنے پر شرمندہ ہوا اور وکیع مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔حاکم نے مدینہ والوں کو لکھا کہ جس وقت وکیع تمہارے پاس پہنچے اسے فوراً سنگسار کر دو۔وکیع کو راستے میں اس کی خبر ہو گئی تو وہ کوفہ کی طرف بھاگ گیا (نسیم الریاض جلد ا

marfat.com

صفحہ ۳۹۰)۔ وکیع سے اگر اتنی بھاری خطا سرزد ہو سکتی ہے تو مسئلہ تفضیل میں ان کا سختی نہ کرنا کون سی بڑی بات ہے۔ تاسعاً تفضیلیوں کے تیرہویں سوال کے جواب میں اس چودھویں سوال کا جواب کافی حد تک موجود ہے، براہِ کرم مطالعہ فرمالیجیے۔ جس میں علماء نے انہیں جہنمی، لعنتی، مردود اور بوالفضول وغیرہ قرار دیا ہے۔ ایک معمر کا لَا اَعْنُفُهٗ کہنا کس شمار میں رہ گیا۔ عاشراً تفضیلیوں نے معمر کا قول پیش کر کے اس بات کا اقرار کر لیا ہے کہ افضلیتِ شیخین پر امت کا اجماع ہے اور معمر بھی اس سے متفق ہیں۔ پوری امت اس معاملے میں سختی کرتی ہے اور معمر سختی نہیں کرتے۔ اب سختی سے مراد کفر کا فتویٰ ہے یا قتل کی سزا یا کوئی دوسری حد، تفضیلی لوگ معمر کے ذریعے ان سختیوں سے جان چھڑاتے پھرتے ہیں لیکن افضلیتِ شیخین میں بہرحال کوئی شک نہیں۔

## ایک زبردست علمی غلطی کی اصلاح

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی افضلیتِ شیخین کو تسلیم کرتے ہیں مگر یہ جمہور کا عقیدہ ہے، اجماعی عقیدہ نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تھا کہ سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا سب سے افضل ہیں (طبرانی اوسط)۔ حضرت ابو ہریرہ ؓ کا عقیدہ تھا کہ حضرت جعفر طیار ؓ سب سے افضل ہیں (ترمذی)۔ حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ کا عقیدہ تھا کہ اہل مدینہ میں سب سے افضل سیدنا علی المرتضیٰ ؓ ہیں (فضائل صحابہ)۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ حضرت عمر فاروق سب سے افضل ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت علی افضل ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ حضرت عباس افضل ہیں۔ معلوم ہوا کہ یہ تمام عقائد درست ہیں کسی ایک کو اختیار کر لینے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ جب مختلف صحابہ کے بارے میں افضلیت کے اقوال موجود ہیں تو آپ لوگ صرف مولا علی کا نام آتے ہی کیوں سیخ پا ہو جاتے ہیں۔

**جواب:**۔ آپ نے جتنے بزرگوں کے اقوال پیش کیے ہیں آپ نے ان کے تمام اقوال کو مدِ نظر نہیں رکھا اور ان کا صحیح مفہوم سمجھنے میں اخلاص اور تحقیق سے کام نہیں لیا۔

(۱)۔ آپ نے پہلا قول ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا پیش کیا ہے کہ وہ سیدۃ زہراء رضی اللہ عنہا کو افضل سمجھتی تھیں۔ پوری صورتِ حال اس طرح ہے کہ یہی ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسکی

marfat.com

تعبیر یہ فرمائی کہ تمہارے گھر میں تین افراد دفن ہوں گے جو روئے زمین کے تمام لوگوں سے افضل ہوں گے الحدیث (مستدرک حاکم: ۴۴۵۶، ۴۴۵۵، موطا امام مالک صفحہ ۱۶۲)۔ حاکم نے اسے صحیح کہا ہے اور ذہبی نے اسکی تصدیق کی ہے۔ یہی ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ ابو بکر کی موجودگی میں کوئی دوسرا نماز پڑھائے (ترمذی: ۳۶۷۳)۔ یہی ام المومنین روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اسکے فرشتے ابو بکر کے علاوہ ہر کسی کا انکار کر رہے ہیں (مسلم: ۶۱۸۱)۔ اب بات سمجھنا بالکل آسان ہو گیا کہ ام المومنین نے سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے بضع رسول ہونے کے حوالے سے جزوی فضیلت کا قول کیا ہے۔

(۲)۔ آپ نے دوسرا قول سیدنا ابو ہریرہ ؓ کا پیش کیا ہے کہ وہ حضرت جعفر طیار ؓ کو افضل سمجھتے تھے۔ یہاں بھی آپ نے پوری صورت حال کو نظر انداز کیا ہے۔ یہی سیدنا ابو ہریرہ ؓ مرفوعاً روایت فرماتے ہیں کہ: ابو بکر اس امت میں سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (ابوداؤد: ۴۶۵۲، مستدرک حاکم: ۴۵۰۰)۔ یہی سیدنا ابو ہریرہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر کو جنت کے آٹھوں دروازوں سے آواز دی جائے گی (بخاری: ۱۸۹۷، مسلم: ۲۳۷۱)۔ یہی ابو ہریرہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے ہر کسی کے احسانوں کا بدل دے دیا ہے سوائے ابو بکر کے۔ اس کے مجھ پر ایسے احسانات ہیں کہ ان کا بدلہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ دے گا۔ مجھے ابو بکر کے مال نے اتنا فائدہ دیا ہے کہ کسی دوسرے کے مال نے اتنا فائدہ نہیں دیا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا (ترمذی: ۳۶۶۱، ابن ماجہ: ۹۴)۔

آپ نے جو حدیث پیش کی ہے مسند احمد میں یہ حدیث اس طرح موجود ہے کہ: حضرت ابو ہریرہ ؓ حضرت جعفر طیار کو نبی کریم ﷺ کے بعد جود و کرم میں سب سے افضل سمجھتے تھے یَعْنِی فِی الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ (مسند احمد: ۹۳۷۲)۔ واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں حضرت جعفر طیار کی مسکین پروری کے حوالے سے جزوی فضیلت مذکور ہے۔ چنانچہ بخاری شریف میں بھی اسکی وضاحت موجود ہے۔ یہی حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ: اَخْیَرُ النَّاسِ لِلْمِسْکِیْنِ جَعْفَرُ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ (بخاری: ۳۷۰۸)۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ترمذی کی حدیث کہ اطلاق بخاری کی اس حدیث کیساتھ مقید ہے (فتح الباری ۷/۷۶)۔ اسی سخاوت کیوجہ سے حضور ﷺ نے حضرت جعفر طیار ؓ کو ابو المساکین کا لقب دیا تھا (ترمذی: ۳۷۶۶، فتح الباری ۷/۷۶)۔

marfat.com

ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ ؓ سات ہجری محرم میں مسلمان ہوئے تھے اور سیدنا جعفر طیار ؓ آٹھ ہجری جمادی الاولیٰ جنگ موتہ میں شہید ہو گئے تھے۔ آپ خود سوچ لیجیے کہ اتنے قلیل عرصے میں سیدنا ابو ہریرہ ؓ اتنا بڑا فیصلہ کیسے کر سکتے ہیں؟

(۳)۔ آپ نے تیسرا قول سیدنا ابن مسعود ؓ کا پیش کیا ہے کہ: ہم کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے افضل حضرت علی المرتضی ؓ ہیں اور اس حدیث کو آپ نے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متعارض قرار دیا ہے۔

اسکا جواب یہ ہے کہ سیدنا ابن عمر ؓ والی حدیث میں وَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَیٌّ کے الفاظ موجود ہیں اور سیدنا ابن مسعود ؓ والی اس حدیث میں یہ الفاظ موجود نہیں۔ تطبیق بالکل آسان ہے۔ وہ اس طرح کہ سیدنا ابن مسعود ؓ نے یہ الفاظ اس زمانے میں بولے ہیں جب شیخین رضی اللہ عنہما اس دنیا سے جا چکے تھے۔ علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: هُوَ مَحْمُوْلٌ عَلیٰ اَنَّ ذٰلِکَ قَالَهُ اِبْنُ مَسْعُوْدٍ بَعْدَ قَتْلِ عُمَرَ یعنی یہ حدیث اس پر محمول ہے کہ ابن مسعود نے یہ بات عمر فاروق کی شہادت کے بعد فرمائی (فتح الباری ۷/۵۸)۔

**انتباہ:** علماء نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ لَا یَجُوْزُ لِلْعَامِیِّ اَن یَّاخُذَ بِظَاهِرِ الْحَدِیْثِ لِجَوَازِ اَن یَّکُوْنَ مَنْسُوْخاً اَوْ مُاَوَّلاً اَوْ مَصْرُوْفاً عَنْ ظَاهِرِهٖ یعنی عام آدمی کے لیے جائز نہیں کہ حدیث کے ظاہری الفاظ سے خود استدلال کرتا پھرے اس لیے کہ ہو سکتا ہے وہ حدیث منسوخ ہو یا ماوّل ہو یا اپنے ظاہر پر محمول نہ ہو۔ عام آدمی سے مراد غیر مجتہد ہے۔ ویسے خواہ کتنا بڑا عالم کیوں نہ ہو۔ ائمہ نے نصوص میں تنسیخ، ترجیح اور تطبیق کے بعد حتمی فیصلے دیے ہیں ان کی مخالفت کرنا چٹان سے ٹکرانے کے مترادف ہے۔

(۴)۔ آپ نے چوتھی بات یہ لکھی ہے کہ بعض لوگ حضرت عمر حضرت علی کو اور بعض حضرت عباس کو افضل کہتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جن لوگوں نے ایسی باتیں کہی ہیں، اہلسنت نے انہیں اہلسنت سے خارج قرار دیا ہے۔ جس فرقے نے سیدنا عمر فاروق ؓ کا افضل کہا ہے اسکا نام خطابیہ ہے، جس فرقے نے حضرت علی ؓ کو افضل کہا ہے اس کا نام شیعہ ہے، جس فرقے نے حضرت عباس ؓ کو افضل کہا ہے اسکا نام راوندیہ ہے (فتح المغیث ۳/۱۲۹، تدریب الراوی

marfat.com

۱۹۴/۲)۔ حتی کہ امام سخاوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ میرے شیخ نے فرمایا ہے کہ جس نے سیدنا عباس ﷺ کو افضل کہا وہ اہل سنت میں سے نہیں ہے بلکہ اہل ایمان میں سے ہی نہیں ہے لَیْسَ مِنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ بَلْ لَیْسَ مِنْ اَھْلِ الْاِیْمَانِ (فتح المغیث ۱۲۹/۳)۔

یہاں سے یہ تصور بھی ختم ہو گیا کہ سنی صرف مولا علی ﷺ کا نام آتے ہی سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ آپ نے دیکھ لیا کہ افضلیت سیدنا عباس کے قائل پر کفر کا فتویٰ لگ چکا ہے۔ ہمارے علماء نے اہلِ سنت کی علامت افضلیت شیخین کو قرار دیا ہے۔ ان الفاظ پر غور فرمایئے تو واضح ہو گا کہ شیخین کے علاوہ کسی بھی صحابی کو افضل ماننا سنیت سے خروج ہے۔ مولا علی کی افضلیت کے قائلین کا نسبتاً زیادہ نوٹس اس لیے لیا جاتا ہے کہ باقی فرقے معدوم ہو چکے ہیں اور یہ فرقہ اپنی حرکتوں سے باز نہیں آ رہا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ باقی کسی فرقے سے روافض کی تائید نہیں ہوتی جب کہ یہ فرقہ روافض کا دستِ راست بنا ہوا ہے۔

# تفضیلی جلد ہی رافضی ہو جاتا ہے

گمراہی کی سیڑھی یہ ہے کہ جو شخص اہلِ سنت سے دیوبندی ہوتا ہے، وہ جلد ہی غیر مقلد ہو جاتا ہے، غیر مقلد جلد ہی منکرِ حدیث ہو جاتا ہے اور منکرِ حدیث جلد ہی قادیانی یا دھریہ ہو جاتا ہے۔

دوسری طرف اگر کوئی شخص اہلِ سنت سے نکل کر تفضیلی ہو جاتا ہے تو اس کے لیے امیر معاویہ ﷺ کو گالیاں دینا کوئی بڑی بات نہیں رہتا۔ علماء نے فرمایا ہے کہ امیر معاویہ شرم و حیاء کا پہلا پردہ ہیں۔ جس نے اس پردے کو پھاڑ ڈالا اس کے لیے باقی صحابہ پر زبان درازی کرنا آسان ہو گیا۔ اور واضح رافضی ہو گیا (البدایہ والنہایہ جلد ۸ صفحہ ۱۴۷)۔

اول تو تفضیلیوں کے دلائل سے رافضیت لازم آتی ہے، پھر آج جو لوگ خود تفضیلی ہیں یا ان میں تفضیل کے جراثیم پائے جاتے ہیں کل اگر وہ خود نہیں تو ان کی اولادیں ضرور رافضی ہو جائیں گی۔ ایسے لوگ رافضیوں کے ساتھ اچھے تعلقات رکھتے ہیں۔ ان کی محافل میں جاتے ہیں وہاں جا کر تقریریں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت دے ورنہ انشاء اللہ ان کا جنازہ شیعے ہی پڑھائیں گے اور ان کی موت کے بعد شیعوں کی طرف سے بیانات شائع ہوں گے کہ الحمد للہ فلاں صاحب اثنا عشری ہو کر مرے اور ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اس جملے میں ہم نے اپنے وسیع تاریخی

marfat.com

تجربے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ خرد باید۔ کوفہ میں سیدنا امام حسین ؓ کو دعوت دینے والے یہی غالی قسم کے عاشق تھے جو آپ ؓ کو سیدنا امیر معاویہ ؓ کے خلاف بھی دعوت دے چکے تھے۔ یہی لوگ بعد میں ترقی فرما کر ماتمی شیعہ بنے اور تبرا کا تحفہ پہلے سے ہی ابن سبا نے تیار کر رکھا تھا جسے انہوں نے آسانی سے قبول کر لیا۔

حضرت عامر شعبی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اَلرَّفْضُ مُسْلِمُ الزَّنْدَقَةِ فَمَا رَأَيْتُ رَافِضِيًّا اِلَّا وَرَأَيْتُهُ زِنْدِيْقًا یعنی رفض زندقہ کی سیڑھی ہے۔ میں نے جس رافضی کو بھی دیکھا ہے وہ زندیق نکلا (سبع سنابل صفحہ ۲۸)۔

یہی وجہ ہے کہ عصرِ حاضر میں ہر حکیم و دانا عالم پر اس فتنے کا سنجیدگی سے نوٹس لینا لازم ہے ورنہ محافلِ نعت میں دھمال مار مار کر، قلندری اور حبِ علی کا نام استعمال کر کر کے اور ہاضمے کے نام پر زہر کی گولیاں کھلا کھلا کر عوام کو زندقہ کی راہ پر ڈال دیا جائے گا۔

## تفضیلیوں کو غلطی کہاں سے لگی

تفضیلیوں کو چند وجوہ کی بنا پر ٹھوکر لگی ہے۔

(۱)۔ کچھ لوگ خوارج کی تردید کرتے کرتے غالی ہوتے چلے گئے اور بے دھیانی میں تفضیل اختیار کر بیٹھے۔

(۲)۔ مولا علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل و مناقب بعض نچلے درجے کی کتابوں میں دوسرے صحابہ کی نسبت تعداد میں زیادہ بیان ہوئے ہیں۔ اسکی وجہ علماء نے یہ بیان فرمائی ہے کہ جب خوارج نے مولا علی ؓ کی مخالفت کی تو محدثین نے مولا علی کے مناقب کو کثرت سے بیان کرنا مناسب سمجھا اور بعض علماء کرام نے آپ ؓ کی شان میں مستقل کتابیں لکھ کر اجرِ عظیم پایا۔ اس کا سبب مولا علی کی افضلیت نہیں تھی بلکہ خوارج کا ناطقہ بند کرنا مقصود تھا۔ لیکن تفضیلی اس بات کو نہ سمجھ سکے اور یہ بات ان کی گمراہی کا سبب بنی۔

بعض متشیع لوگوں نے صرف حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان تقابل کرتے ہوئے مولا علی ؓ کے فضائل زیادہ بیان کیے۔ یہ بذاتِ خود ایک خطاء تھی لیکن اس کا ضمنی اثر یہ بھی ہوا کہ ناسمجھ اور بدنیت لوگوں نے یہاں سے شیخین پر مولا علی کی افضلیت اخذ کر لی۔

marfat.com

لیکن یہاں یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ روافض نے سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کی شان میں بے شمار احادیث گھڑلی ہیں۔اسی کے پیشِ نظر امام محمد بن سیرین تابعی ؒ فرماتے ہیں کہ اِنَّ عَامَّةَ مَا یُرْوٰی عَنْ عَلِیٍّ الْکِذْبُ یعنی مولا علی کی طرف منسوب کی جانے والی اکثر روایات جھوٹ ہوتی ہیں (بخاری حدیث رقم: ۳۷۰۷)۔دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ امام حاکم علیہ الرحمۃ جیسے محدثین کا تساہل ہونا نہایت معروف اور مشہورِ عام بات ہے۔

اس میں روافض کے تقیہ اور سنیوں کے بھولے پن کو بہت بڑا دخل حاصل ہے۔وہ تقیہ کر کے روایات گھڑتے رہے اور یہ محبتِ اہل بیت کی وجہ سے تسلیم کرتے چلے گئے۔اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِیْمٌ مومن بھولا اور مہربان ہوتا ہے جبکہ فاجر دھوکے باز اور شاطر ہوتا ہے (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۷۹۰، ترمذی حدیث رقم: ۱۹۶۴)۔

(۳)۔ مولا علی کے بے شمار فضائل ایسے ہیں جن میں بعض یا اکثر دوسرے صحابہ بھی شامل ہیں۔مگر روافض اور تفضیلی انہیں مولا علی کے خصائص بنا کر پیش کرتے ہیں۔مثلاً حدیث باب العلم۔حالانکہ تمام صحابہ علم کے دروازے ہیں اور اس پر اجماع ہے کَمَا مَرَّ۔

(۴)۔ بے شمار احادیث جن میں قرآن وسنت، عترت، صحابہ اور سوادِ اعظم کے اتباع کا حکم موجود ہے۔ان میں سے صرف قرآن وعترت بلکہ محض عترت وآل والی احادیث کو جدا کر لینا خالص تحریف اور اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتَابِ وَ تَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ کا مصداق ہے۔

صحیح صورتِ حال اس طرح ہے کہ فرمایا۔(۱)۔تَرَکْتُ فِیْکُمُ الْاَمْرَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ سُنَّةَ نَبِیِّہٖ (۲)۔تَرَکْتُ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ (۳)۔عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ (۴)۔فَاقْتَدُوْا بِالَّذَیْنِ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّ عُمَرَ (۵)۔اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ (۶)۔اِذَا رَاَیْتُمُ الْاِخْتِلَافَ فَعَلَیْکُمْ بِالسَّوَادِ الْاَعْظَمِ

اب یہ کل چھ چیزیں ہیں جن کا اتباع لازم ہے۔قرآن، سنت، ابوبکر وعمر، تمام صحابہ، اہل بیت اور سوادِ اعظم۔ان میں سے قرآن کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے خارجی ہیں۔ قرآن وسنت کو لے کر باقی سب کا انکار کرنے والے غیر مقلدین، خوارج ہی کی ایک فرع ہیں۔ صرف اہل بیت کو لے کر باقی سب کو چھوڑ دینے والے رافضی ہیں، جنہوں نے قرآن کی صحت کا

marfat.com

سرے سے ہی انکار کر رکھا ہے اور صحابہ کو تو گالیاں تک دیتے ہیں۔ اور ان پانچ کی پانچ چیزوں پر بیک وقت ایمان رکھنے والے اہلِ سنت ہیں۔ لوگوں کے خارجی یا رافضی ہونے کا سب سے بڑا سبب یہی بنا ہے کہ انہوں نے تمام احادیث پر بیک وقت نظر نہیں رکھی۔

روافض کی تردید کا ایک اصول ذہن نشین فرما لیجیے۔ اکثر یہ لوگ جو بھی آیت یا حدیث یا عبارت اپنے حق میں پیش کریں اسی عبارت کے اندر یا آگے پیچھے اسکا جواب موجود ہوتا ہے۔ معمولی غور و خوض سے ان کی دھاندلی پکڑی جا سکتی ہے۔

(۵)۔ مولا علی کے بعض خصائص کو تو مضبوطی سے پکڑ لیا گیا اور شیخین کے خصائص جو تعداد میں بہت زیادہ تھے انہیں پسِ پشت ڈال دیا گیا۔ اسکی تفصیل ہم بیان کر چکے ہیں۔

(۶)۔ بعض احادیث میں جہاں مولا علی ﷺ کے فضائل بیان ہوئے ہیں وہاں حدیث کے الفاظ کا مفہوم مخالف مراد لے لیا گیا ہے۔ مثلاً لَاُعْطِیَنَّ هٰذِهِ الرَّایَةَ غَداً رَجُلاً یَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰی یَدَیْهِ یَحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ یُحِبُّهُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ پڑھنے کے بعد کسی نے دوسروں سے محبت کی یکسر نفی کر کے انہیں منافق کہہ دیا اور کسی نے سب سے اقویٰ محبت سمجھ لی۔ اسی طرح حدیث باب العلم سے بھی غیر کے باب العلم ہونے کی نفی سمجھ لی گئی۔

اسی طرح مَنْ کُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ میں بھی دیگر صحابہ کی ولایت کی نفی سمجھ لی گئی۔

(۷)۔ علماء نے مسئلہ تفضیل بیان کرتے وقت روافض، معتزلہ اور تفضیلیہ کے اقوالِ مردودہ کو تحریر کرنے کے بعد اہلِ سنت کا مختار اور مفتیٰ بہ فیصلہ تحریر فرمایا تو مطلب پرستوں نے سوادِ اعظم کا فیصلہ چھوڑ کر مردود اور مرجوح اقوال کو غنیمت سمجھا اور انہیں دانتوں سے پکڑ کے ان اقوال کو مکسرِ اجماع قرار دے دیا۔ منکرین اجماع کا یہی طریقہ واردات ہوا کرتا ہے۔ قادیانیوں نے بھی حیاتِ مسیح کے موضوع پر اسی طریقے سے فریب دیا ہے۔ جس کا جی چاہے قادیانیت کا مطالعہ کر کے دیکھ لے۔

(۸)۔ اجماعی مسائل ان پر کشفی طور پر متحقق نہیں ہوئے تھے تاکہ یہ لوگ وَمَنْ جَمَعَ بَیْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ کا مصداق بنتے۔ روحانی کم ظرفی اور محدود خیالی نے گلشنِ مصطفیٰ کے دوسرے پھولوں کی خوشبو اور رنگت سمجھنے نہ دی۔ ہم نے کسی بات کی طرف اشارہ کر دیا ہے اور مزید حضرت مجدد علیہ الرحمۃ کے لکھے ہوئے اسی شعر پر اکتفا کرتے ہیں کہ

marfat.com

آں کرمے کہ در سنگے نہاں است

زمین و آسمانِ او ہماں است

(۹)۔ بعض لوگ روافض کے ساتھ دوستیاں کرنے لگ گئے اور ان کی صحبت ان پر اثر کر گئی۔ حدیث پاک میں ہے کہ اَلْمَرْءُ عَلٰی دِیْنِ خَلِیْلِہٖ فَلْیَنْظُرْ اَحَدُکُمْ مَنْ یُّخَالِلُ یعنی آدمی اپنے دوست کے مذہب پر ہوتا ہے۔ خوب غور کر لیا کرو کہ تمہارا اٹھنا بیٹھنا کن لوگوں میں ہے (ابو داؤد حدیث رقم: ۴۸۳۳، ترمذی حدیث رقم: ۲۳۷۸، مسند احمد جلد ۲ صفحہ ۴۰۶ حدیث رقم: ۸۰۴۸، شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۹۴۳۶)۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ محبوب کریم ﷺ کا فرمان ٹل جائے اور رافضی کا دوست رافضی نہ ہو۔

(۱۰)۔ ان لوگوں نے شانِ اہلِ بیت بیان کرنے کے لیے روافض کی کتب کا مطالعہ کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ شانِ اہل بیت کے ساتھ ساتھ رفض کے جراثیم بھی نگل لیے گئے اور موضوع روایات کو فروغ ملا۔

(۱۱)۔ اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا یعنی بے شک گمان اور ظن حق سے بے نیاز نہیں کر سکتا (یونس: ۳۶) حدیث پاک میں بھی ہے کہ دَعْ مَا یُرِیْبُکَ اِلٰی مَا لَا یُرِیْبُکَ یعنی واضح اور لاریب بات کے مقابلے پر مشکوک اور کچی پکی باتوں کو ترک کر دو (ترمذی حدیث رقم: ۲۵۱۸، نسائی حدیث رقم: ۵۷۱۱، سنن الدارمی حدیث رقم: ۲۵۳۵، مسند احمد ۱/۲۰۰ حدیث رقم: ۱۷۲۸، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۲۷۷۳)۔

علماء کرام علیہم الرحمہ نے یہ قاعدہ بیان فرمایا ہے کہ ہمیشہ متشابہ کو محکم کی طرف لوٹایا جائے۔ بلکہ جب نجران کے عیسائیوں نے لَا تَقُوْلُوْا ثَلٰثَۃٌ اور اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ آدَمَ وغیرہ کی تصریحات کے مقابلے پر کلمۃ اللہ اور روح اللہ جیسے الفاظ کے سہارے الوہیت مسیح ثابت کرنے کی کوشش کی تو اللہ کریم نے عین اس موقع پر سورۃ آل عمران کی ابتدائی آیات نازل فرمائیں اور محکم کو متشابہ کے ماتحت کرنے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ اَلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَہَ مِنْہُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَۃِ یعنی جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں تاکہ فتنہ بازی کر سکیں۔

ہر باطل فرقے نے یہیں سے ٹھوکر کھائی ہے یا جان بوجھ کر فراڈ چلایا ہے کہ محکمات اور

marfat.com

تصریحات کے ہوتے ہوئے متشابہات بشمول موضوعات، اسرائیلیات اور تواریخ کا سہارا لیا ہے اور اجماع کے مقابلے پر شاذ اور مردود اقوال پر اپنی خرافات کی بنیاد رکھی ہے۔ علامہ ابنِ کثیر علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اَهْلُ السُّنَّةِ يَاْخُذُوْنَ بِالْمُحْكَمِ وَ يَرُدُّوْنَ مَا تَشَابَهَ اِلَيْهِ ، وَ هٰذِهٖ طَرِيْقَةُ الرَّاسِخِيْنَ فِى الْعِلْمِ كَمَا وَ صَفَهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ فِىْ كِتَابِهٖ ، وَهٰذَا الْمَوْضِعُ مِمَّا زَلَّ فِيْهِ اَقْدَامٌ كَثِيْرٍ مِّنْ اَهْلِ الضَّلَالَاتِ ، وَ اَمَّا اَهْلُ السُّنَّةِ فَلَيْسَ لَهُمْ مَذْهَبٌ اِلَّا اِتِّبَاعَ الْحَقِّ وَ يَدُوْرُوْنَ مَعَهٗ كَيْفَمَا دَارَ یعنی اہل سنت ہمیشہ محکم کو پکڑتے ہیں اور متشابہ کو اسکی طرف لوٹاتے ہیں، یہ علم میں رسوخ رکھنے والوں کا طریقہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں انکی تعریف فرمائی ہے۔ یہی وہ مقام ہے جہاں اکثر گمراہوں کے قدم پھسلے ہیں، مگر اہل سنت کا مذہب، حق کے اتباع کے سواء کچھ نہیں، جس طرف کو حق گھومتا ہے، اہل سنت بھی حق کے ساتھ ساتھ گھوم جاتے ہیں (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۴۸ فصل فی الآیات والاحادیث المنذرۃ بوفات رسول اللہ ﷺ)۔

اس قاعدے کو اچھی طرح ذہن نشین فرمالیجیے۔ اب دیکھیے، مناقب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دارومدار قرآن وسنت، بخاری مسلم ترمذی وغیرہ پر ہے اور آپ کے مخالفین کی ساری خرافات جنگ جمل اور جنگ صفین کی تاریخ کے من مانے انتخابات اور محض بدگمانی کے گرد گھومتی ہیں۔ افضلیت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر قرآن کی نص وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى موجود ہے، احادیث میں تصریحات موجود ہیں، مولا علی رضی اللہ عنہ کے واضح ارشادات موجود ہیں، اسی پر تمام صحابہ وتابعین وجمیع امت کا اجماع ہے، مگر مخالفین کے پاس ایسی کوئی تصریح موجود نہیں بلکہ کبھی سب سے پہلے ایمان لانے والے مرجوح قول کو اپنے نظریے کی بنیاد بنائیں گے اور کبھی زوج بتول رضی اللہ عنہا ہونے سے استدلال کریں گے، کبھی سلاسلِ طریقت کے اجراء کا سہارا لیں گے، کبھی فضیلت اور افضلیت میں فرق نہ کرتے ہوئے جاہلانہ استدلال کریں گے اور کبھی یہاں تک کہہ دیں گے کہ سب کچھ ٹھیک ہے مگر دل نہیں مانتا۔

ان روافض کے علاوہ غالی روافض کا بھی یہی حال ہے کہ اہل سنت کے پاس قرآن و سنت موجود ہے جبکہ انکی تمام رسومات اور شعار واقعہ کربلا کے گرد گھومتے ہیں۔

پادری فانڈر کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تصریح پسند نہیں آئی اور اس نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے تین خدا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مرزا قادیانی کو آیت خاتم النبیین نظر

marfat.com

نہیں آئی اور اس نے اس کے مقابلے پر درودِ ابراہیمی وغیرہ سے نبوت کا اجراء ثابت کرنا چاہا۔

یاد رکھیے کہ اس طرح کے دلائل ہر موضوع پر دستیاب ہو سکتے ہیں اور اجماع کے مقابلے پر مردود اقوال بھی ہر موضوع پر مل سکتے ہیں۔ اگر ہمارے بیان کردہ قاعدے کو مدنظر نہ رکھا گیا تو دین کی دھجیاں بکھر جائیں گی۔ معاذ اللہ

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وہ مسائل بالکل قلیل ہیں جن میں کوئی قولِ شاذ خلاف پر نہ مل سکے۔ بہت مسائل مسلمہ مقبولہ جنہیں ہم اہلِ حق اپنا دین و ایمان سمجھے ہوئے ہیں انکے خلاف میں بھی ایسے اقوال مرجوحہ، مجروحہ، مہجورہ، مطروحہ بتلاش مل سکتے ہیں۔ کتابوں میں غث و سمین، ورطب و یابس کیا کچھ نہیں ہوتا مگر خدا سلامت طبع دیتا ہے تو صحیح و سقیم میں امتیاز میسر ہوتا ہے ورنہ انسان ضلالِ بدعت و وبالِ حیرت میں سرگرداں رہ جاتا ہے۔ اگر شریر طبیعتوں، فاسد طینتوں کا خوف نہ ہوتا تو فقیر اپنی تصدیق دعویٰ کو چند مسائل اس قسم کے معرضِ تحریر میں لاتا۔ مگر کیا کیجیے کہ بعض طبائع اصل جبلت میں حساسہ جتاسہ بنائی گئی ہیں کہ شب و روز تتبع اباطیل و تفحص قال و قیل میں رہتے ہیں کما قال ربنا وتعالیٰ اَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ زَیْغٌ فَیَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَآءَ الْفِتْنَةِ وَ ابْتِغَاءَ تَاوِیْلِهٖ یہ طبیعتیں جہاں اپنی شرارت سے ادنیٰ موقع رخنہ اندازی کا پاتی ہیں، ہدم بنیانِ اسلام کے لیے کمر بستہ ہو جاتی ہیں اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ شَرِّهِنَّ آمِیْن (مطلع القمرین قلمی صفحہ ۷۴۔۷۵)۔

باقی رہا ان لوگوں کا اپنے آپکو رافضی یا تفضیلی تسلیم نہ کرنا، تو اسکے جواب میں گزارش ہے کہ قادیانی یہی کہتے ہیں کہ وہ ختم نبوت کے منکر نہیں، پرویز بھی کہتا تھا کہ وہ حدیث کا منکر نہیں اور بعض باقاعدہ تبرا بولنے والے رافضی بھی صحابہ کرام کے ناموں کے ساتھ حضرت لکھ ہی دیتے ہیں۔ لہٰذا امت کے اجماعی فیصلوں کے خلاف تفضیلی باتیں لکھ کر پھر خود کو تفضیلی نہ ماننا بھی ایسی ہی حرکت ہے اور یہ جدال المنافق کے سواء کچھ نہیں۔

یہ بات یاد رکھیں کہ شیعہ کا تفضیلی فرقہ امام بارگاہوں میں نہیں پایا جاتا بلکہ معتزلہ کی طرح اہل سنت کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے، ہاں البتہ یہ فرقہ امام بارگاہوں میں جاتے ہوئے عار محسوس نہیں کرتا۔ اس حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے سنیوں نے اپنا بہت سا وقت ضائع کر دیا ہے۔

marfat.com

# تفضیلیوں کے بارے میں شرعی حکم

## اس موضوع پر اجماع کے قطعی یا ظنی ہونے کی بحث

قرآن وسنت کی بنیاد پر بلا شبہ صدیق اکبر ﷺ کی افضلیت مجمع علیہ ہے۔ بعض احادیث مرفوعہ متواتر ہیں کما مر۔ خود سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے دنوں میں کئی مجالس میں افضلیت شیخین کو بالترتیب بیان فرمایا اور اگر کسی کو اس عقیدہ کے خلاف ظن فاسد تھا تو آپ نے اس پر سختی فرمائی اور فقہائے صحابہ حاضر تھے، ان صحابہ میں سے کسی ایک کی طرف سے بھی اعتراض ظاہر نہ ہوا، اور یہ آثار حدِ تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں فقہائے صحابہ حاضر بودند واز کسے منعے واعتراض ظاہر نہ شد وایں آثار بحدِ تواتر رسیدہ اند (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۳۱۳)۔

سیدنا علی المرتضیٰ ﷺ کا فرمان: خَيْرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ اَبُوْ بَكْرٍ ثُمَّ عُمَرُ متواتر ہے اور اسے اسی (۸۰) افراد نے روایت کیا ہے (ازالۃ الخفاء جلد ا صفحہ ۳۱۳)۔

یہ عقیدہ پوری امت میں تواتر کیساتھ منقول ہوتا چلا آ رہا ہے، اور آج بھی جمعہ کے خطبات میں افضلیت شیخین کے اعلان سے پوری دنیا گونج رہی ہے اور صوفیاء کے مکاشفات اس کی تائید کر رہے ہیں۔ حضرت عمار بن یاسر ﷺ فرماتے ہیں کہ: جس نے رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے کسی ایک کو بھی ابو بکر وعمر سے افضل کہا اس نے تمام مہاجرین وانصار کو گنہگار کہا (طبرانی اوسط للطبرانی حدیث نمبر: ۸۳۲)۔ یہی بات امام سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے بھی فرمائی ہے (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۳۰)۔

حدِ مفتری والی حدیث سے بھی اس مسئلہ کی قطعیت ظاہر ہو رہی ہے۔ اسلیے کہ ظنی امور کے انکار پر حد جاری نہیں ہو سکتی۔ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ: ان الفاظ سے صراحتاً معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسئلہ قطعی ہے، اسلیے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ امورِ ظنیہ میں سزا نہیں (فتاویٰ عزیزی

marfat.com

صفحہ ۳۸۳)۔امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں : نبی ﷺ نے فرمایا ہے اَدْرِءُ وا الْحُدُوْدَ یعنی حدود کو ٹالنے کی کوشش کرو۔اسکے باوجود سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کا افضلیت شیخین کے منکر پر حد جاری کرنا اس عقیدہ کے قطعی ہونے کا ثبوت ہے (الحاصل الزلال الاقی صفحہ ۹۵)۔

اسی لیے بڑے بڑے علماء وفضلاء بلکہ ائمہ عقائد نے اس افضلیت کو قطعی قرار دیا ہے۔ ان علماء میں امام العقائد ابوالحسن اشعری علیہ الرحمہ سرفہرست ہیں۔ بے شمار علماء نے لکھا ہے کہ :عَنِ الْاَشْعَرِیِّ اَنَّ تَفْضِیْلَ اَبِیْ بَکْرٍ ثُمَّ عُمَرَ عَلٰی بَقِیَّۃِ الْاُمَّۃِ قَطْعِیٌّ (صواعق محرقہ صفحہ ۵۷، الیواقیت والجواہر صفحہ ۴۳۷، مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔یعنی امام ابوالحسن اشعری فرماتے ہیں کہ ابوبکر اور عمر کی افضلیت باقی امت پر قطعی ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمہ کا بھی یہی عقیدہ ہے بلکہ فرماتے ہیں کہ ملت اسلامیہ میں افضلیت شیخین کا مسئلہ قطعی ہے افضلیت شیخین در ملت اسلامیہ قطعی است (ازالۃ الخفا جلد ا صفحہ ۳۰۱)۔

علامہ عبدالعزیز پرھاروی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ اس عقیدے کو ظنی کہنے والے غلطی پر ہیں۔ھُوَ مِنْ سُوْءِ الظَّنِّ بِالسَّلَفِ بَلْ اَجْمَعَ الصَّحَابَۃُ عَلَیْھَا لِلْاَحَادِیْثِ الَّتِیْ سَمِعُوْھَا مِنَ النَّبِیِّ ﷺ فَاَیْنَ الظَّنُّ ؟یعنی اس اجماع کو ظنی کہنا اسلاف سے بدظنی ہے۔اصل بات یہ ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان افضلیت شیخین پر متفق اس لیے ہوئے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اس موضوع پر واضح احادیث سن لی تھیں۔لہٰذا اب ظن کہاں رہا (مرام الکلام صفحہ ۴۷)۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں کہ صدیق کی افضلیت شیخ ابوالحسن اشعری کے نزدیک قطعی ہے جبکہ قاضی باقلانی اور امام الحرمین اسے ظنی قرار دیتے ہیں۔لیکن جو شخص ان احادیث پر نظر ڈالے گا جو تواتر کے درجے کو پہنچ چکی ہیں اور اسلاف کے اجماع کو دیکھے گا، وہ سمجھ جائے گا کہ حق اشعری کے ساتھ ہے۔کیوں نہ ہو جبکہ وہ اہل سنت کے امام ہیں اور مسائل کی تحقیق میں بہت بڑے مجاہد ہیں اور اپنے مخالفوں سے پہلے ہو گزرے ہیں۔لہٰذا وہ احادیث کی حقیقت اور اجماع سے دوسروں کی نسبت زیادہ آگاہ ہیں۔اس کی تائید امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے ہوتی ہے

marfat.com

کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے افضل کون ہے۔ فرمایا ابوبکر پھر عمر۔ پھر فرمایا اس میں شک ہی کیا ہے اَوَ فِیْ ذَالِکَ شَکٌّ (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔

امام ذہبی لکھتے ہیں: اجمعت علماء السنة ان افضل الصحابة العشرة المشهود لهم و افضل العشرة ابو بكر ثم عمر بن الخطاب ثم عثمان بن عفان ثم علی ابن ابی طالب رضی الله عنهم اجمعين ، ولا يشک فی ذالک الا مبتدع منافق خبيث یعنی علمائے اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ تمام صحابہ میں افضل عشرہ مبشرہ ہیں اور عشرہ مبشرہ میں سے افضل ابوبکر ہیں، پھر عمر پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کر سکتا سوائے بدعتی کے، منافق کے اور خبیث کے (الکبائر از امام ذہبی صفحہ ۲۳۶)۔

امام اہل سنت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ارقام فرماتے ہیں: جب اجماع قطعی ہوا تو اس کے مفاد یعنی تفضیل شیخین کی قطعیت میں کیا کلام رہا؟ ہمارا اور ہمارے مشائخ طریقت و شریعت کا یہی مذہب (مطلع القمرین صفحہ ۸۱)۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ والی حدیث جو ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۲۸۸، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۲۱۲ اور بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۳ پر موجود ہے اس میں کُنَّا نَقُوْلُ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَیٌّ کے الفاظ قابل غور ہیں۔ کُنَّا جمع کا صیغہ ہے اور بعض روایات میں وَنَحْنُ مُتَوَافِرُوْنَ کے الفاظ بھی ہیں۔ ان الفاظ سے علماء نے صحابہ کا اجماع ثابت کیا ہے (مرام الکلام صفحہ ۴۶)۔ پھر نقول کا لفظ بتا رہا ہے کہ یہ اجماع قولی ہے۔ جو قطعیت کو ثابت کرتا ہے۔ اسی حدیث کی بنا پر علماء نے فیصلہ دیا ہے کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ قطعی ہے۔ اور اگر کوئی شخص اس اجماع کو سکوتی ثابت کرے تو پھر بھی ہمیں مضر نہیں اس لیے کہ صحابہ کا سکوتی اجماع بھی قولی کے قریب قریب ہوتا ہے۔ ہم نے بھی تو از راہ احتیاط تفضیلیوں کو کافر نہیں کہا بلکہ اہل سنت سے خارج قرار دیا ہے۔

صحابہ کے قول یا سکوت کے چکر میں پڑ کر اس کی قطعیت میں رخنہ ڈالا جا سکتا ہے مگر حدیث کے الفاظ وَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ حَیٌّ اور طبرانی کے الفاظ فَلَا یُنْکِرُ عَلَیْنَا نے اس اجماع کو

marfat.com

عرش کے پار پہنچادیا ہےاوران هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی سے تصدیق فراہم کردی ہے۔اُدھر آسمانوں میں بھی یہی اجماع منعقد ہو چکا ہے۔لطف کی بات یہ ہے کہ صحابہ کے ساتھ اس اجماع میں نبی کریم ﷺ بھی شامل ہیں اور فرشتوں کے ساتھ اس اجماع میں اللہ کریم جل شانہ بھی شامل ہے یَاْبَی اللّٰهُ وَالْمُؤْمِنُوْنَ اِلَّا اَبَا بَكْرٍ (مسلم حدیث رقم:٦١٨١)۔

اس قدر مضبوط دلائل کے باوجود محقق علمائے کرام کی احتیاط دیکھیے کہ انہوں نے اس اجماع کے منکر کو کافر نہیں کہا بلکہ بدعتی قرار دیا ہے، یعنی اسکا منکر کافر تو نہیں مگر اہلسنت سے خارج ہے۔

## ان پر لفظِ رافضی کا اطلاق

جولوگ صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں انہیں آج کل کی اصطلاح میں رافضی اور جو شیخین کی افضلیت کے منکر ہیں انہیں تفضیلی کہا جاتا ہے۔مگر یہ دونوں شیعہ کے فرقے ہیں۔ملاحظہ ہو ردالرفضہ وغیرہ۔

مگر حقدمین کی اصطلاح میں سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو تیسرا نمبر دینے والوں کو شیعہ کہا جاتا تھا، انہیں پہلا نمبر دینے والوں کو غالی شیعہ اور رافضی کہا جاتا تھا، اور شیخین کو گالیاں دینے والوں کو غالی رافضی کہا جاتا تھا۔

یہ بھی واضح رہے کہ موجودہ زمانے کے غالی رافضی خود کو رافضی تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ کہتے ہیں کہ مولا علی کو خدا ماننے والے سبائی رافضی تھے جنہیں آپ رضی اللہ عنہ نے زندہ جلا دیا تھا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ :اَلتَّشَیُّعُ فِیْ عُرْفِ الْمُتَقَدِّمِیْنَ هُوَ اِعْتِقَادُ تَفْضِیْلِ عَلِیٍّ عَلٰی عُثْمَانَ ، وَاَنَّ عَلِیًّا كَانَ مُصِیْبًا فِیْ حُرُوْبِهٖ ، وَاَنَّ مُخَالِفَهٗ مُخْطِئٌ ، مَعَ تَقْدِیْمِ الشَّیْخَیْنِ وَتَفْضِیْلِهِمَا..... فَمَنْ قَدَّمَهٗ عَلٰی اَبِیْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ فَهُوَ غَالٍ فِیْ تَشَیُّعِهٖ ، وَیُطْلَقُ عَلَیْهِ رَافِضِیٌّ ، وَاِلَّا فَشِیْعِیٌّ ، فَاِنْ اِنْضَافَ عَلٰی ذٰلِكَ السَّبُّ اَوِ التَّصْرِیْحُ بِالْبُغْضِ. وَهُوَ التَّشَیُّعُ فِیْ عُرْفِ الْمُتَاَخِّرِیْنَ. فَغَالٍ فِی الرَّفْضِ یعنی حقدمین کے عرف میں شیعہ اسے کہا جاتا تھا جو حضرت علی کو حضرت عثمان سے افضل کہتا تھا، جو

marfat.com

انہیں ابوبکر اور عمر سے افضل کہے وہ غالی شیعہ ہے اور اسے رافضی بھی کہا جاتا ہے اور اگر شیخین کو گالیاں دے اور ان سے بغض رکھے تو غالی رافضی ہے (تہذیب التہذیب جلد ا صفحہ ۹۴، ہدی الساری جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، حاشیہ الرفع والتکمیل صفحہ ۱۴۶، فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۲۸ صفحہ ۸۷)۔

امام شعرانی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مَا تُثْبِتُ بِهِ الرَّوَافِضُ فِیْ تَفْضِیْلِهِمْ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ الخ الحاصل سیدنا علی کو سیدنا ابوبکر سے افضل ثابت کرنے والے رافضی ہیں (الیواقیت والجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۳۷)۔

حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: هُوَ اَفْضَلُ الْاَوْلِیَآءِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ وَ قَدْ حُکِیَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی ذٰلِکَ ، وَلَا عِبْرَةَ بِمُخَالَفَةِ الرَّوَافِضِ هُنَالِکَ یعنی صدیق اکبر اگلے پچھلے تمام اولیاء سے افضل ہیں، اس پر اجماع ہے اور اسکی مخالفت کرنے والے رافضی ہیں، انکی مخالفت کا یہاں کوئی اعتبار نہیں (شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۱)۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: صدیق اکبر کو افضل نہ ماننے والا رافضی ہے اور اس کا عقیدہ خبیث ہے (الحاصل الحاوی للفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۱۸)۔

امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: وَفِی الرَّوَافِضِ اَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِیًّا عَلَی الثَّلٰثَةِ فَمُبْتَدِعٌ یعنی روافض کے بارے میں یہ حکم ہے کہ جس نے سیدنا علی المرتضیٰ کو تین خلفاء پر فضیلت دی وہ بدعتی ہے (فتح القدیر جلد ا صفحہ ۳۶۰)۔ اس عبارت میں ایسے تفضیلیوں کو رافضی کہا گیا ہے۔ تبیین الحقائق میں بھی یہی عبارت ہے کہ: وَفِی الرَّوَافِضِ اَنَّ مَنْ فَضَّلَ عَلِیًّا عَلَی الثَّلٰثَةِ فَمُبْتَدِعٌ (تبیین الحقائق جلد ا صفحہ ۱۳۵)۔

امام سید ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اِنَّ الرَّافِضِیَّ اِذَا کَانَ یَسُبُّ الشَّیْخَیْنِ وَیَلْعَنُهُمَا فَهُوَ کَافِرٌ وَاِنْ کَانَ یُفَضِّلُ عَلِیًّا عَلَیْهِمَا فَهُوَ مُبْتَدِعٌ یعنی رافضی اگر شیخین کو گالیاں دیتا ہو اور ان پر لعنت بھیجتا ہو تو کافر ہے، اور اگر حضرت علی کو شیخین پر فضیلت دیتا ہو تو بدعتی ہے (فتاویٰ شامی جلد ۳ صفحہ ۳۲۱)۔ اس عبارت میں بھی رافضی کا لفظ دکھانا مقصود ہے۔

marfat.com

فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ: اَلرَّافِضِیُّ اِذَا کَانَ یَسُبُّ الشَّیْخَیْنِ وَیَلْعَنُهُمَا وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ فَهُوَ کَافِرٌ وَاِنْ کَانَ یُفَضِّلُ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ ؓ لَا یَکُوْنُ کَافِرًا اِلَّا اَنَّهٗ مُبْتَدِعٌ وَالْمُعْتَزِلِیُّ مُبْتَدِعٌ یعنی رافضی اگر شیخین کو گالیاں دیتا ہو اور ان پر لعنت بھیجتا ہو تو کافر ہے اور اگر سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو سیدنا صدیق اکبر ؓ سے افضل کہتا ہو تو بدعتی ہے اور معتزلی بھی بدعتی ہے (فتاویٰ عالمگیری جلد ۲ صفحہ ۲۶۴)۔

عالمگیری کی اس عبارت میں بھی تفضیلی کو رافضی کہا گیا ہے، مبتدع کہا گیا ہے، معتزلہ کی طرح اہل سنت کا مقابل بدعتی کہا گیا ہے۔

حضرت میر سید عبدالواحد بلگرامی چشتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: جو شخص حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ نہ مانے وہ خارجی ہے اور جو شخص کہ انہیں حضرت امیر المومنین ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے وہ رافضیوں میں سے ہے (سبع سنابل صفحہ ۶۲)۔

حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ فرماتے ہیں: شیخین کی افضلیت یقینی ہے اور حضرت عثمان کی افضلیت اس سے کم تر ہے۔ لیکن احوط یہی ہے کہ حضرت عثمان کی افضلیت کے منکر بلکہ شیخین کی افضلیت کے منکر کو بھی کفر کا حکم نہ کریں بلکہ بدعتی اور گمراہ جانیں۔ کیونکہ اس کی تکفیر میں علماء کا اختلاف ہے اور اجماع کے قطعی ہونے میں قیل وقال ہے۔ شیخین کی افضلیت کا منکر یزید بد بخت کا ساتھی اور بھائی ہے کہ اسی احتیاط کے باعث علماء نے اس کے لعن میں توقف کیا ہے۔ جو ایذاء پیغمبر ﷺ کو خلفاء راشدین کی جہت سے پہنچی ہے وہ بالکل اسی ایذاء کی طرح ہے جو امام حسن اور حسین کی جہت سے پہنچی ہے علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والتسلیمات (مکتوبات امام ربانی جلد ۱ صفحہ ۵۵۶ مکتوب نمبر ۲۶۶)۔

اگر کوئی تفضیلی یزید پر لعن کے وجوب کا قائل ہو تو حضرت مجدد علیہ الرحمہ کا یہ فتویٰ اس کے لیے مزید قابل غور ہے خرد باید۔

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت قدس سرہ فرماتے ہیں: ائمہ دین نے تفضیلیہ کو روافض سے شمار کیا (مطلع القمرین صفحہ ۸۸)۔

marfat.com

علامہ غلام رسول صاحب سعیدی لکھتے ہیں: جو شخص حضرت علی کو حضرت ابو بکر و عمر سے افضل کہے وہ رافضی ہے (تذکرۃ المحدثین صفحہ ۲۸۲)۔

## اہل سنت کی علامت اور شناخت

حضرت سیدنا انس بن مالک ؓ سے پوچھا گیا کہ اہل سنت و جماعت کی پہچان کیا ہے تو فرمایا کہ: اَنْ تُحِبَّ الشَّیْخَیْنِ وَلَا تَطْعَنَ الْخَتَنَیْنِ وَ تَمْسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ یعنی اہل سنت کی پہچان یہ ہے کہ تم شیخین سے محبت کرو اور ختنین پر تنقید نہ کرو اور موزوں پر مسح کرو (فتاویٰ قاضی خان جلد ا صفحہ ۴۶، مرقاۃ جلد ۲ صفحہ ۷۷)۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اہل سنت کی علامت ہے: تَفْضِیْلُ الشَّیْخَیْنِ وَ حُبُّ الْخَتَنَیْنِ یعنی ابو بکر و عمر کو افضل ماننا اور عثمان و علی سے محبت کرنا (قاضی خان جلد ا صفحہ ۴۶، شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰، تکمیل الایمان صفحہ ۷۸، نبراس صفحہ ۳۰۲، شرح فقہ اکبر صفحہ ۶۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۶۱، البحر الرائق جلد ا صفحہ ۲۸۸، بنایہ جلد ا صفحہ ۱۴۶)۔ یہ اہل سنت کی نشانی، پہچان اور خاصہ اس طرح ہے کہ شیخین کی افضلیت کا انکار رافضیت ہے اور ختنین کی محبت کا انکار خارجیت ہے اور دونوں باتوں کو ماننا سنیت ہے۔ یہ ہے سنیت کا سرٹیفکیٹ، آج ہر احمق اٹھ کر لوگوں کو سنیت کا سرٹیفکیٹ جاری کرنے لگتا ہے۔ اگر افضلیت شیخین کا منکر اہل سنت سے خارج نہیں تو پھر محبت ختنین کا منکر بھی اہل سنت سے خارج نہ ہوگا، اور جب یہ اہل سنت سے خارج ہے تو پھر وہ بھی خارج ہے اور یہی حق ہے۔

سیدنا علی المرتضیٰ ؓ کو شیخین سے مطلق افضل کہنے کو علماء نے رافضیت قرار دیا ہے۔ اب صدیق اکبر کو صرف سیاسی خلیفہ اور مولا علی کو روحانی خلیفہ قرار دینا مذکورہ رافضیوں سے بڑھ کر رافضیت ہے اسلیے کہ اگلے رافضیوں نے صدیق اکبر کو ولایت میں کم تر مانا اور بعد والے رافضیوں نے انکی خلافت کو سیاست تک محدود کر دیا۔

marfat.com

## یہ معمولی مسئلہ نہیں

حضرت علامہ عبدالعزیز پرہاروی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: هٰذِهِ الْمَسْئَلَةُ يَدُوْرُ عَلَيْهَا اِبْطَالُ مَذْهَبِ الشِّيْعَةِ فَاِنَّ اَوَّلَ اُصُوْلِهِمْ اَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَفْضَلُ الْكُلِّ .....وَ فَسَادُهُ اَشَدُّ مِنْ مَفَاسِدِ مَذْهَبِ الْمُعْتَزِلَةِ وَالْجَبْرِيَّةِ وَاَشْبَاهِهِمْ فَيَجِبُ عَلَى الْعُلَمَآءِ الْاِهْتِمَامُ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ .....وَ حَسْبُكَ دَلِيْلاً عَلَى الْاِهْتِمَامِ بِمَسْئَلَةِ الْاَفْضَلِيَّةِ اَنَّهَا مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ یعنی یہ مسئلہ ایسا ہے کہ اس پر شیعہ مذہب کے ابطال کا دارومدار ہے، ان کا پہلا اصول ہی یہ ہے کہ حضرت علی ؓ سب سے افضل ہیں، جو افضل ہو خلافت کا حقدار وہی ہوتا ہے، اور جو حقدار کو خلافت نہ دے وہ غاصب اور ظالم ہوتا ہے، اور جو ظالم ہو وہ عادل نہیں ہوتا اور جو عادل نہ ہو اس کا روایت کردہ دین بھی معتبر نہیں ہوتا۔ شیعہ مذہب کے پاس عوام کو گمراہ کرنے کی یہ ترتیب ہے۔ اس عقیدے کا فساد معتزلہ، جبریہ اور ان جیسے مذاہب سے بڑھ کر شدید ہے، لہٰذا علماء پر واجب ہے کہ افضلیت کے مسئلے کو خصوصی اہمیت دیں .....اس مسئلے کو خاص اہمیت دینے کیلیے تمہارے پاس یہی دلیل کافی ہے کہ علماء نے شیخین کی افضلیت اور حقیت کی محبت کو اہلِ سنت کی علامت قرار دیا ہے (نبراس صفحہ ۳۰۲)۔

صاحب نبراس نے اہلِ سنت کو بیدار کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ دین کی غیرت رکھنے والے ذمہ دار علماء پر لازم ہے کہ اس موضوع کی اہمیت کو سمجھ جائیں اور اٹھ کھڑے ہوں۔

ان تفضیلیوں کے لیے علماء نے جو الفاظ استعمال فرمائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں اور ہم محض ان الفاظ کو نقل کرنے کے روادار ہیں: غالی شیعہ اور رافضی (تہذیب التہذیب جلد ا صفحہ ۹۴، ہدی الساری جلد ۲ صفحہ ۲۴۰، الرفع والتکمیل صفحہ ۱۴۶، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۸ صفحہ ۸۷)۔ رافضی (فتح القدیر جلد ا صفحہ ۳۶۰، تبیین الحقائق جلد ا صفحہ ۱۳۵، شامی جلد ۳ صفحہ ۳۲۱، سبع سنابل صفحہ ۷۷)۔ بدعتی منافق خبیث (امام ذہبی کتاب الکبائر صفحہ ۲۳۶)۔ خبیث عقیدہ (علامہ سیوطی الحاوی للفتاویٰ ۱/۳۱۸)۔ بنائے تو در رفض محکم تر است (سبع سنابل صفحہ ۶۱)۔ تفضیلی رافضی (سبع سنابل صفحہ ۷۶)۔ صحابہ کے اجماع کے منکر سے خدا و مصطفیٰ بے زار ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے دربار سے جلد ہی مردود ہو جاتا ہے، اسکی بدبختی کی گرہ کو نہیں کھولا جا سکتا، صحابہ کا انکار خدا و مصطفیٰ کا انکار ہے، جسکا

marfat.com

راستہ سنت کے خلاف ہے اسکی گردن میں لعنتوں کا طوق ہے (سبع سنابل صفحہ ۷۵)۔ ملعون، روسیاہ ، احمق (سبع سنابل صفحہ ۷۴)۔ تفضیلی یزید بدبخت کا ساتھی ہے (مکتوبات شریف مکتوب نمبر ۲۶۶)۔ اہل سنت سے خارج (اعلیٰ حضرت مطلع القمرین صفحہ ۷۰)۔ اہلسنت سے خارج (کئی علماء، فضائل حضرت امیر معاویہ ﷺ صفحہ ۴۶ تا ۵۱)۔

**الحاصل:** تفضیلیوں کے بارے میں کم از کم حکم یہ ہے کہ تفضیلی فرقہ اہلِ بدعت کا فرقہ ہے۔ اس بدعت کا تعلق عمل سے نہیں بلکہ اعتقاد سے ہے۔ اسکا الٹ سنت نہیں بلکہ اہلِ سنت ہے۔ اسکا مرتکب اہلِ سنت سے اسی طرح خارج ہو جاتا ہے جس طرح جبری، قدری، معتزلے اور خارجی وغیرہ۔ حضرت سفیان ثوری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جس نے حضرت علی کو شیخین کی نسبت ولایت کا زیادہ حقدار قرار دیا، اس نے ابوبکر، عمر اور مہاجرین وانصار کو گناہگار مانا۔ میں نہیں سمجھتا کہ ایسے گندے عقیدے کے باوجود اس کا کوئی عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہو گا (ابوداؤد حدیث رقم: ۴۶۳۰)۔ شیخین کی افضلیت کو علماء نے نہ صرف اہل سنت کا عقیدہ قرار دیا ہے بلکہ اسے اہلِ سنت کی شناخت، شعار اور پہچان قرار دیا ہے۔ گویا جس کا یہ عقیدہ نہیں وہ اہلِ سنت سے خارج ہے۔ حَیْثُ جَعَلُوْا مِنْ عَلَامَاتِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ تَفْضِيْلَ الشَّيْخَيْنِ وَمَحَبَّةَ الْخَتَنَيْنِ (شرح عقائد نسفی صفحہ ۱۵۰) علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے (مطلع القمرین صفحہ ۷۰)۔ تفضیلی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ اگر کسی نے پڑھ لی تو دوہرانا پڑے گی كُرِهَ اِمَامَةُ الْعَبْدِ وَالْاَعْرَابِيِّ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ وَالْاَعْمٰى وَوَلَدِ الزِّنَا (کنزالدقائق صفحہ ۲۸)۔ حکم نماز کا ان کے پیچھے وہی ہے جو مبتدعہ کے پیچھے، یعنی مکروہ بکراہت شدیدہ (مطلع القمرین صفحہ ۸۸)۔ بہت سے علمائے اہل سنت کا یہی فتویٰ کتاب فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفحہ ۴۶ تا ۵۱ پر موجود ہے۔

اور ایسے بدعتی کی نمازِ جنازہ جائز نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۵۳ مطبوعہ آرام باغ)۔ بلکہ بدعتی کا ادب واحترام کرنا بھی منع ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ یعنی جس نے صاحبِ بدعت کا احترام کیا اس نے اسلام کو ڈھا دینے میں مدد کی (شعب الایمان للبیہقی حدیث رقم: ۹۴۶۴، مشکوٰۃ حدیث رقم: ۱۸۹)۔

marfat.com

# چودھویں صدی کے جیدترین علمائے کرام
# ومشائخ عظام کے فیصلے

## ۱)۔ حضرت غزالیٔ دوراں علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی علیہ الرحمہ:

سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی تفضیل جمیع صحابہ کرام بشمول حضرت علی مرتضیٰ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پر اہل سنت کا اجماعی عقیدہ ہے۔ اس عقیدہ کا مخالف سنی نہیں ہے۔ اس کی اقتداء جائز نہیں ہے۔

حضرت امیر معاویہ ؓ کو معاذ اللہ فاسق کہنے والا ہرگز سنی نہیں ہے۔ تمام صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق واجب الاحترام ہیں۔ اس لیے ایسے شخص کی اقتداء بھی درست نہیں۔

سید احمد سعید کاظمی غفرلہ 9 اگست 1969ء

## ۲)۔ استاذ المحدثین مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات سید احمد شاہ علیہ الرحمہ:

جو شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر فضیلت دیتا ہے وہ گمراہ اور گمراہی پھیلانے والا ہے۔ وہ ہرگز اہل سنت سے نہیں۔ ایسے شخص کو امام بنانا ہرگز جائز نہیں۔ اور جو شخص حضرت امیر معاویہ ؓ کو فاسق کہتا ہے اور مطعون کرتا ہے وہ خود فاسق ہے اس کو امام بنانا گناہ ہے۔

واضح رہے کہ علماءِ اہل سنت امیر معاویہ ؓ کے فاسق ہونے کی نفی کر رہے ہیں اور انکو کافر کہنا تو بہت بڑی بات ہے، اس سے یقیناً کہنے والا خود کافر لعنتی ہو چکا ہے۔

فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد عفی عنہ 11 اکتوبر 1969ء

## ۳)۔ حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب نعیمی علیہ الرحمہ:

حضرت علی ؓ کو حضرت ابوبکر صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل بتانے یا حضرت امیر معاویہ ؓ کو فاسق کہنے والا شخص بالکل بے دین ہے۔

فقیر احمد یار بدایونی نعیمی 23 اکتوبر 1969ء

marfat.com

## ۴)۔ شیخ الحدیث علامہ غلام رسول صاحب علیہ الرحمہ جامعہ رضویہ:

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد امت مسلمہ کا حضرت ابوبکر الصدیق ؓ کی فضیلت اولیہ پر اتفاق ہے۔ اور حضرت امیر معاویہ ؓ عادل ثقہ اور صالح صحابی ہیں۔ سرورِ کائنات ﷺ کے گھر آپ کی حقیقی ہمشیرہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ آپ بڑے عالم اور مجتہد صحابی ہیں۔ آپ کے لیے سرورِ کائنات ﷺ نے دعا فرمائی۔ آپ کی شان میں گستاخی کرنا اور آپ کو برا کہنا رفض ہے۔ ایسا شخص ہرگز ہرگز سنی نہیں ہے۔ اس کے پیچھے ہرگز ہرگز نماز نہ پڑھی جائے۔ واللہ ورسولہ اعلم

غلام رسول غفرلہ قادری رضوی 31 اگست 1969ء

## ۵)۔ شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین صاحب سیالوی علیہ الرحمہ:

اجماعِ صحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی افضلیت علیٰ جمیع الصحابہ (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) پر ہے۔ اس اجماع کا منکر فُذِفِی النَّارِ کی وعید کے تحت ہے۔ حضرت معاویہ ؓ کے مناقب مسلم الثبوت ہیں۔ انکی شان میں گستاخی کرنا اگر التزام کفر نہیں تو لزوم کفر میں ضرور داخل ہے۔ حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان ؓ کے بارے میں یہ کہنا کہ انہوں نے حضرت علی ؓ یا دیگر اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دشمنی کی، انہیں سب وشتم کراتے یا کرتے تھے سراسر غلط، ضلالت اور جہالت پر مبنی ہے۔ جو نضر بن مزاحم، یونس بن خباب اور مرحوب وغیرہم جیسے رافضیوں کی روایات پر مبنی ہے۔ فرمانِ ذیشان آنحضرت محمد ﷺ "اَللّٰہَ اَللّٰہَ فِیْ اَصْحَابِی" کوئی مسلمان نہیں بھول سکتا۔ فقط واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

محمد قمر الدین السیالوی غفرلہ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ

## ۶)۔ آستانہ عالیہ گولڑہ شریف:

تفضیلِ شیخین رضی اللہ تعالیٰ عنہما جمیع اہل سنت وجماعت کا مسلک ہے۔ اسکے خلاف کرنے والا مبتدع ہے۔ جسکی امامت مکروہ ہے اور کسی صحابی ؓ کی تفسیق توہین، مسلک اہل سنت کے خلاف اور بدعت ہے خصوصاً حضرت امیر معاویہ ؓ جن کے عادل وصالح ہونے کے لیے حضرت حسن ؓ کا خلافت تفویض کرنا بیّن ثبوت ہے۔ ورنہ فاسق کو تفویض خلافت کرنا حضرت حسن ؓ کے شایانِ شان نہیں ہے۔

کتبہ فیض احمد مقیم آستانہ عالیہ گولڑہ شریف/ الجواب صحیح

محمد فاضل چشتی آستانہ عالیہ گولڑہ شریف

marfat.com

## ۷)۔ مناظرِ اعظم حضرت علامہ محمد عمر صاحب اچھروی علیہ الرحمہ:

سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی خلافتِ حقہ کا منکر اسلام سے خارج ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو ان سے افضل سمجھنے والا بے دین گمراہ ہے۔ اور حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سب وشتم اور بکواس کرنے والا بھی اسلام سے خارج ہے۔

فقط محمد عمر اچھروی یکم محرم الحرام ۱۳۹۰ھ

## ۸)۔ حضرت علامہ مولانا محب النبی صاحب رحمۃ اللہ علیہ:

اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرت ابوبکر وعمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے افضل سمجھنے والا گمراہ، فاسق وفاجر ہے اور فاسق وفاجر شرعاً واجب الاہانت ہے (یعنی ایسے عقیدے والے شخص کی عزت وتعظیم نہ کی جائے)۔ نیز حضرت امیر معاویہ ؓ کو برا کہنے والا بھی اہل سنت سے نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ مذہب اہل سنت حضور ﷺ کے کل صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کا سراپا عدل وحق ہونا ہر مسلم ہے۔

فقط، محب النبی

## ۹)۔ شیخ الحدیث حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ صاحب ازہری:

جو شخص سیدنا حضرت علی ؓ کو حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بہتر کہے وہ سنی نہیں اور ایسا شخص محبِ حضرت علی ؓ بھی نہیں۔ چنانچہ صواعق شریف میں امام ابنِ حجر فرماتے ہیں: (ترجمہ) جس بات پر ملت کے بزرگ اور امت کے عالم متفق ہیں وہ یہ ہے کہ اس امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔ اور حضرت امیر معاویہ ؓ حضور ﷺ کے مقدس صحابی اور نزدیکی رشتہ دار ہیں۔ صرف پانچ واسطوں سے ان کا نسب نبی کریم ﷺ کے نسب شریف سے جا ملتا ہے۔ یہ کاتبِ وحی اور حضور ﷺ کے سالے ہیں۔ ان کے جنتی ہونے کی نوید قرآن مجید نے دی۔ وہ مجتہد صحابی ہیں۔ حضرت امام حسن ؓ نے اپنی خلافت ان کو دی اور آپ خلافت سے دستبردار ہو گئے۔ اب حضرت امیر معاویہ ؓ کو جو شخص برا کہتا ہے وہ درحقیقت حضرت امام حسن ؓ کو برا کہتا ہے۔ ایسا شخص رافضی یا خارجی ہے اور کبھی بھی ایسا شخص اہل سنت سے نہیں ہوسکتا۔ اس لیے کہ صحابہ اور اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے یہی لوگ عداوت رکھتے ہیں۔ سنی تو ان دونوں (صحابہ اور اہل بیت

marfat.com

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) سے محبت کرتے ہیں۔ واللہ اعلم فقیر عبدالمصطفیٰ ازہری

## ۱۰)۔ حضرت صاحبزادہ پیر میاں جمیل احمد صاحب شرقپوری:

مجھے علماءِ اہل سنت کی مذکورہ بالا تحقیقات وتصدیقات سے پورا اتفاق ہے اور یہی حق و صواب ہے۔ یعنی تفضیلِ شیخین، احترام واکرام جمیع اہل سنت کا مسلک ہے بالخصوص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ واجب التعظیم صحابیٔ رسولِ اکرم ﷺ ہیں۔ اور منکر اہل سنت سے خارج ہے اور لائق امامت نہیں۔ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

ان تمام بزرگوں کی مفصل تحریریں کتاب فضائل حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے صفحہ ۴۶ سے لیکر صفحہ ۵۱ تک پر موجود ہیں۔ جسکے مصنف رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی علیہ الرحمہ ہیں۔

آخر میں ہم تفضیلی رافضیوں سے پوچھتے ہیں کہ افضلیت شیخین کا عقیدہ رکھنے والی پوری امت پر تمہارا کیا فتویٰ ہے؟ اور اسکی کیا دلیل ہے؟ ثانیاً ہم یہ بھی پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی خارجی مولا علی کو صرف سیاسی خلیفہ کہے اور روحانی خلیفہ نہ مانے تو تمہارا اس عقیدے والے پر کیا فتویٰ ہوگا؟ ایسے شخص پر جس قدر تم ملامت کروگے اور اس پر جس قدر منافقت کا الزام لگاؤ گے اس سے اُسی گنا تم خود ملامت اور منافقت کے فتوے کے حق دار ہو۔ اگر ایسی بات کہنے والا شخص خارجی ہے تو پھر تم یقیناً رافضی ہو۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلٰينَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ

خُصُوْصاً عَلٰى خُلَفَائِهِ الْاَرْبَعَةِ اَبِىْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ وَ عُثْمَانُ وَعَلِيٍّ

وَعَلٰى جَمِيْعِ اُمَّتِهٖ وَعَلَيْنَا مَعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ

☆.....☆.....☆

marfat.com